A love saga by Zaid Zulfqar

New Era Magazine

میرے اور اُسکے نام کا پہلا پہلا
حرف ملائیں تو میرا دل بنتا ہے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دل

دانیال اور لیلیٰ کی کہانی

www.neweramagazine.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

(مکمل ناول)

دل

از زید ذوالفقار

ہماری ویب میں شایع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔ ہمیں اپنی ویب نیوایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگرآپ ہماری ویب پراپنا ناول، ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کرواناچاہیں تواردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

(انشااللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیوایرا میگزین

☆☆☆☆☆

تمھیں دل لگی بھول

جانی پڑے گی

محبت کی راہوں

میں آکر تو دیکھو۔۔۔۔۔۔۔!!!!

وہ مضبوطی سے اسکے بازو جکڑے، اسکے سینے سے لگی کھڑی تھی۔ایسے کہ وہ کوئی عیب تھا جسے وہ ڈھانپ گئی تھی۔وہ اسکی کوئی متاع تھا، جسے وہ اپنے اندر کہیں چھپا لینا چاہتی تھی۔ایسے کہ اب کبھی اس سے جدا نہیں ہو گی۔اب ہو گی تو اپنے آپ سے جدا ہو جائے گی لیکن اس شخص کو خود سے دور نہیں ہونے دی گی۔اب کہ یہ ہوا تھا کہ اس کے چھونے میں، اسکے پاس آنے میں کوئی اور درمیان میں نہیں تھا۔

اب بس وہ تھی۔۔۔۔

اور وہ تھا۔۔۔

اور تیسرا،

وہ دل۔۔۔۔۔۔۔۔

وہ جس کے بارے میں وہ کہتا تھا

"میرے اور تمہارے نام کا پہلا پہلا حرف ملا دیں، تو یہ دل بنتا ہے"

تو وہ دل بن گیا تھا۔

ہمیشہ کے لئیے ٹوٹ جانے کے لیئے وہ دل بن ہی گیا تھا۔

جیل کی وہ کوٹھڑی ملجگے سے اندھیرے میں ڈوبی ہوئی تھی۔ وہ راہداری خاموش تھی۔ ان سلاخوں کے باہر، دیوار کے ساتھ کرسی پہ بیٹھا وہ چوکیدار اونگھ رہا تھا۔ وہ سلاخیں بھی جیسے نیند میں تھیں۔ اُس کوٹھڑی کے فرش پہ ایک طرف بچھی چٹائی پہ کروٹ لئیے، بازو کو تکیہ بنائے وہ خاموش لیٹا ہوا تھا۔ دور کسی غیر مرئی نکتے کو دیکھتا ہوا۔ مسلسل کچھ سوچتا ہوا۔

وہ جو سب ہوا تھا تو واقعی ہو چکا تھا؟؟ وہ سچ میں وہاں تھا؟؟؟

جو ہونا تھا، ہو تو چکا تھا۔ اور یہ بھی سچ تھا کہ وہ وہاں تھا۔ وہ گھسیٹ کر وہاں لایا گیا تھا۔

ابھی دوپہر ہی کا تو قصہ تھا۔ سارا آفس تماشہ دیکھتا رہا تھا جب وہ پولیس انسپکٹر اسے

ہتھکڑی لگائے باہر تک لیکر آیا تھا۔باہر تو خیر آدھے شہر نے تماشہ دیکھا تھا۔

پرواہ تو خیر اسے کسی کی بھی نہیں تھی۔دیکھنے تو اسکا تماشہ ساری دنیا دیکھتی۔اسکا تمسخر چاہے ساری کائنات اڑاتی،اسکی جوتی کو بھی پرواہ نہیں تھی۔پرواہ تھی تو اسکی کہ وہ

جو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ایک حرف لکھوں کہ اس حرف سے

میرا نام بنے

پھر ایک حرف لکھوں

کہ اس حرف سے

جو نام بنے

تیرا نام بنے

پھر ایک حرف لکھوں کہ اس حرف سے

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ان ناموں کے بیچ پیار بنے

وہ چِت لیٹی چھت کو گھور رہی تھی۔

رات ادھی سے زیادہ گزر چکی تھی لیکن اسکی آنکھوں سے نیند کوسوں دور تھی۔ ویسے بھی آج رات وہ سو نہیں سکتی تھی۔ کم از کم آج رات نہیں جب جانتی تھی کہ وہ بھی نہیں سویا ہو گا۔

"تمہیں کیسے پتہ ہے کہ وہ سویا نہیں ہو گا؟؟؟؟؟"

اسکے اُس دل نے پوچھا تھا جو پورے کا پورا، سارے کا سارا اسکا اپنا تھا۔ وہ کم از کم اپنے دل کا پہلا ہی حرف اس شخص کے نام نہیں کرتی تھی۔

"کیسے سو سکتا ہے۔ اس سب کے بعد جو ہو چکا۔ اس سب کے بعد جو اس نے کیا۔ کیسے سو سکتا ہے؟؟؟؟؟"

کوئی زور سے ہنسا تھا۔

وہیں اسکے آس پاس۔

"وہ اے سی کی خنکی کا عادی، نرم بستروں پہ لیٹنے والا، اپنے عالیشان محل کی بجائے اس

چٹائی پہ سو بھی کیسے سکتا ہے"

"بھاڑ میں جائے میری طرف سے۔۔۔۔۔"

اس نے کروٹ لی اور آنکھیں موندلی تھیں۔

اس نے آہٹ پہ چونک کر دیکھا تھا۔

ناکافی روشنی میں وہ ٹھیک سے دیکھ نہیں پا رہا تھا جب وہ لائٹ آن ہوئی تھی۔کوٹھڑی روشنی میں نہا گئی تھی اور اسکی آنکھیں چندھیا گئیں۔

"بھائی؟؟؟دانیال؟؟؟؟"

وہ ولی تھا۔

"تُو ٹھیک ہے ناں؟؟؟؟؟"

وہ اٹھ بیٹھا تھا۔

"تو اتنی رات کو یہاں کیا کر رہا ہے؟؟؟"

دانیال نے اچھنبے سے اسے کہا تھا۔وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"تو یہاں بند ہے اور میں گھر جا کے سو جاؤں؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گیا۔وہ سلاخوں کے اس پار سے ایک ایک کر کے سامان اندر رکھنے لگا تھا۔

"سپیشل اجازت لی ہے۔ایس پی کے تو ہاتھ باندھ رکھے ہیں اس کمینے سلطان نے۔میں کمشنر تک کے پیچھے پہنچا ہوں۔وہ سالا بھی ویک اینڈ پہ مری گیا ہوا ہے۔"

وہ بولتا جا رہا تھا۔بنا یہ سوچے کہ کوئی سنے گا تو کیا کہے گا

"ان ہڈ حراموں کو بھی پیسہ کھلائے جاؤ تو ٹھیک ہے۔جب کام کی باری آتی ہے تو آئیں بائیں شائیں۔"

اسکے لیئے دو سوٹ تھے۔جوتے۔کھانے کا سامان۔اسکا فون۔

"تو ٹینشن نا لے بھائی۔بس کل کا دن گزار لے۔سنڈے ہے کورٹ بند ہے۔پرسوں احمر سب سے پہلا کام تیری ضمانت کا ہی کروائے گا۔یہ ایک چٹکی کا کام ہے۔"

"ولی۔۔۔۔"

"ہاں"

اس نے ایک دم پکارا تو اس نے چونک کر دیکھا تھا۔وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا

"وہ ٹھیک ہے ناں ؟؟؟؟؟؟؟"

ولی نے اسے بے یقینی سے دیکھا تھا۔وہ وہیں سلاخوں کے نزدیک ،اسکے پاس آ بیٹھا تھا۔

"وہ ٹھیک ہے ناں ؟؟؟ڈیڈ یا ماما میں سے کسی نے کچھ کروایا تو نہیں ہے ناں ؟؟؟؟؟

یا احسان بھائی نے ؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

"دانیال بس کر یار۔۔۔۔۔بس کردے"

"میں کیا پوچھ رہا ہوں ؟؟؟؟؟"

"ارے بھاڑ میں گئی وہ اور اسکی خیریت۔۔۔۔۔۔"

وہ زور سے چلایا تھا۔دانیال کی مٹھیاں بھنچ گئی تھیں۔

"وہ دو ٹکے کی ڈانسر تجھے یہاں تک۔۔۔۔"

"شٹ اپ!!!!!شٹ اپ۔۔۔۔۔۔۔"

دانیال حلق کے بل چلایا تھا۔چوکیدار ہڑبڑا کے جاگا تھا

"تو دفعان ہو جا یہاں سے۔۔۔۔۔"

"وہ اپنا جو بھی نام رکھ لے دانیال ہے تو وہ اسی بازار۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

دانیال نے وہ گلاس اٹھا کر سلاخوں پہ دے مارا تھا۔کانچ کے ٹکڑے دور تک بکھر گئے تھے۔

"تو اگر چاہتا ہے کہ میں تیرا قتل نا کر دوں تو یہاں سے چلا جاولی۔۔۔ابھی اسی وقت۔۔۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ پریس کانفرنس جاری تھی۔

مائیکس سے اٹی میز کے پرے کرسیوں پہ سے ایک پہ وہ بیٹھی ہوئی تھی۔اسکے برابر میں وہ کچھ وکیل تھے،کچھ میڈیا کے بندے تھے۔سلطان رضوی تھا،اور ایس پی صاحب تھے۔

"میں معمول کے مطابق ہی آفس گئی تھی۔ویک اینڈ پہ ویسے تو آف ہوتا ہے لیکن جب کام زیادہ ہو تو ہمیں جانا پڑتا ہے۔"

وہ ہی بول رہی تھی۔

سامنے رپورٹرز کا مجمع تھا۔سب لکھنے میں، سننے میں مصروف تھے۔فوٹو گرافر دھڑا دھڑ تصاویر بنا رہے تھے۔کیمروں کے فلیش آنکھیں چندھیا رہے تھے۔

"آپ نے کچھ غیر معمولی محسوس کیا اس دن آفس میں؟؟؟؟؟یا دانیال مرتضیٰ کے رویئے میں؟؟؟؟"

اس نے اثبات میں سر ہلا دیا

"میں نے اس سب کو اپنا وہم ہی سمجھا تھا۔شائد وہ کام کی وجہ سے سٹریس میں تھا۔"

اس نے چادر ٹھیک کی تھی

"تقریباً دو بجے کے قریب میں اپنا کام مکمل کر کے، فائلز لیئے اسکے آفس میں گئی تھی۔اسکے دستخط چاہئیں تھے۔وہ آفس میں اکیلا ہی تھا۔مجھے اندر آ کر دروازہ بند کرنے کو کہا تھا"

"آپ نے دروازہ لاک کیوں کیا؟؟؟؟"

"میں نے نہیں کیا۔اس نے بعد میں خود کیا تھا"

وہ فوراً بولی تھی۔

"وہ یقیناً نشے میں تھا۔شراب تو وہ اکثر ہی آفس میں پیتا دکھائی دیتا تھا۔دن دہاڑے۔ سب کے سامنے۔بنا کسی کی پرواہ کیئیے۔اس بات کو لیکر اسکا اپنے باپ اور بھائی سے بھی اکثر جھگڑا رہا کرتا تھا۔تو اس دن بھی وہ نشے کی حالت میں تھا۔اسکی حالت عجیب سی ہو رہی تھی۔لال آنکھیں۔بکھرے بال۔اس نے مجھے وہیں بیٹھنے کو کہا اور۔۔۔۔۔۔"

وہ زرا رکی

"میں جلد از جلد وہاں سے نکلنا چاہتی تھی۔میں نے اس سے کہا کہ میں فائلز چھوڑ کے جا رہی ہوں،وہ دستخط کر دے تو میں لے جاؤں گی لیکن وہ اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔وہ بہت عجیب طرح سے مجھے دیکھ رہا تھا۔اس نے زبردستی میری کلائی جکڑ لی اور مجھے غلط طریقے سے چھونے لگا۔میں۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے آنکھوں میں در آئی نمی کو انگلیوں کی پوروں سے صاف کیا تھا۔

"وہ انسان نہیں۔وہ بھیڑیا ہے۔انسان کی کھال میں چھپا بھیڑیا۔وہ جو چاہتا ہے،اس پہ دسترس پانے کو کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔وہ۔۔۔۔۔"

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

وہ اسی چٹائی پہ، دیوار سے ٹیک لگائے بیٹھا تھا

ولی جو سامان چھوڑ گیا تھا، وہ سب کچھ وہیں سلاخوں کے پاس فرش پہ پڑا تھا۔اس نے سوائے فون کے کچھ بھی نہیں دیکھا تھا۔اب بھی وہ ہاتھ میں فون پکڑے، وہ ویڈیو دیکھ رہا تھا۔

"وہ انسان نہیں ہے۔وہ بھیڑیا ہے۔انسان کی کھال میں چھپا بھیڑیا۔وہ جو چاہتا ہے، اس پہ دسترس پانے کو کسی بھی حد تک جا سکتا ہے۔وہ۔۔۔۔"

وہ رو رہی تھی۔

دانیال مرتضیٰ کو لگا جیسے اسکے دل کو کسی نے مٹھی میں لیکر بھینچ ڈالا ہو۔

"تم اداس ہوتی ہو تو ساری کائنات نوحے گانے لگتی ہے۔تم کیوں چاہتی ہو کہ مرثیہ نگار مالا مال ہو جائیں؟؟"

"مجھے انصاف چاہیئے۔مجھے پتہ ہے میری حیثیت اس کے سامنے ایک چیونٹی کی بھی

نہیں ہے۔دانیال مرتضیٰ کی مٹھی میں اس ملک کاایک ایک ادارہ ہے۔وہ جسے چاہے خرید سکتاہے لیکن میں اسے بتاناچاہتی ہوں۔وہ مجھے نہیں خرید سکتا"

وہ یکدم ہنس پڑا تھا۔

وہ ٹھیک تو کہہ رہی تھی۔

وہ اسے نہیں خرید سکتا تھا۔کیونکہ وہ اسے خریدنا ہی نہیں چاہتا تھا۔

"میڈم لیلٰی ایک سوال"

کسی رپورٹر نے ہاتھ بلند کیا تھا

"کیا یہ سچ ہے کہ آپ ایک ڈانسر رہ چکی ہیں؟؟؟؟؟"

وہ اسکے سگے بھائی کا فنکشن ناہوتا تو وہ وہاں کبھی بھی ناآتا۔اسے وہ سب کبھی بھی پسند نہیں رہا تھا۔کبھی بھی نہیں۔جتنا وہ اس سب سے چڑتا تھا اور اس سب سے کراہیت کھاتا تھا،اتنا ہی وہ سب بڑھتا جارہا تھا۔

وہ سارا فنکشن احسان بھائی کے دوستوں کی طرف سے کیا گیا تھا۔وہ ہال،ساری

ارینجمنٹس، پینا پلانا اور وہ ڈانسرز۔

"یہ سب ضروری تھا؟؟؟"

اس نے ناگواری سے ولی کو دیکھا تھا

"اوہ جگر خوشی کے موقع پہ یہ سب ہی تو ضروری ہوتا ہے"

"کسی کی ضرورت کو ہم اپنی خوشی کے لیئے استعمال کرتے ہیں۔ واؤ"

وہ کہہ کر ایک کونے کی ٹیبل پہ چلا گیا تھا۔

وہ مختصر کپڑوں میں لبوس ڈانسرز، وہ نیم برہنہ جسم، بھڑکیلے چمکیلے چہرے، وہ اونچا میوزک، وہ بے ہنگم رقص، وہ ناپاک جسارتیں، وہ سب۔

وہ سب جسے ہم "خوشی کے موقع" پہ "ضروری" کہہ دیتے ہیں۔ یہ صرف اس کلاس میں نہیں ہے۔ نیچے سے نیچے کا طبقہ بھی جب تک کسی فنکشن میں ان جیسی ڈانسرز کو نہیں بلوا لیتا، ان کو نہیں نچوا لیتا، چین نہیں ملتا ہے۔ وہ سب جسے ماضی میں ناپسندیدہ نظروں سے دیکھا جاتا تھا، اب فیشن بن چکا ہے۔ وہ کوٹھے تو اجڑ گئے ہیں لیکن وہ کوٹھے والیاں اب ہماری دہلیز تک آ گئی ہیں۔

اب بھی احسان بھائی، انکے دوست اور کزنز سٹیج کے سامنے کھڑے تھے۔ وہ بے ہنگم میوزک چل رہا تھا اور وہ لڑکی ہوش ربار قص کرنے میں مصروف تھی۔ وہ نوٹوں کو اس پہ وارتے جاتے تھے، اسے بہانے بہانے سے قریب بلاتے اور چھونے کی کوششیں کرتے تھے۔

تبھی وہ اس کے سامنے والی کرسی پہ آ بیٹھی تھی۔ اس نے چونک کر دیکھا تھا۔ گہرا لال لہنگا اور ہم رنگ بلاؤز جو سینے سے زرا نیچے ختم ہو رہا تھا۔ ہم رنگ آویزے اور مالا۔ شانوں پہ بکھرے بال اور ماتھے سے گردن تک جلد پہ نمودار ہو چکے وہ پسینے کے ننھے ننھے قطرے۔ وہ ٹشو لیئے احتیاط سے ماتھا خشک کر رہی تھی۔ اس سے فارغ ہو کر اس نے اپنے پرس سے وہ شیشہ نکالا اور اپنا اپ دیکھنے لگی۔ وہ لپ اسٹک کھولی اور وہ ہونٹ لال سے لال تر ہوتے گئے۔

"ایک بات بتاؤ؟؟؟؟"

دانیال نے اسے کڑی نظروں سے دیکھا تھا

"اس سب کے بعد جب تم اپنے گھر لوٹو گی اور بستر پہ سونے کے لیئے لیٹ جاو گی تو کیا سکون کی نیند سو پاؤ گی؟؟؟؟؟؟"

وہ اسے چونک کر دیکھنے لگی تھی۔

"ان سب مردوں کی وہ نظریں جو تمہارے جسم کے آر پار ہو رہی ہیں، اگلے دن اٹھو گی تو بھول چکی ہو گی؟؟؟؟ کیا واقعی ان نظروں نے کوئی نشان نہیں چھوڑا ہو گا ؟؟؟؟؟"

وہ آگے کو ہوئی تھی۔

"یہ آدمی جس کے لیئے سارا فنکشن سجایا گیا ہے، غور سے دیکھو۔ یہ جیسے ان لڑکیوں کو چھو رہا ہے، کل کو اپنی بیوی کو بھی یونہی چھوئے گا۔ جیسے مجھے دیکھ رہا ہے، کل کو اپنی بیوی کو بھی یونہی دیکھے گا۔ اس کے لیئے میں بھی بس ایک عورت ہوں اور وہ بھی۔ میں بھی اسکے لیئے حظ اٹھانے کا سامان ہوں اور اسکی بیوی بھی۔ بس فرق یہ ہے کہ وہ بچے بھی پیدا کرے گی۔"

وہ زرا رکی تھی

"تو مجھے بتاؤ، جب اِسے فرق نہیں پڑتا، جب اسکی بیوی کو فرق نہیں پڑے گا، تو میں کیوں ماتم مناؤں؟؟؟؟؟؟؟"

دانیال نے نفی میں سر ہلایا تھا

"نہیں۔۔۔تم غلط کہہ رہی ہو۔فرق پڑتا ہے۔سب کو پڑتا ہے۔کم یا زیادہ،اس سے قطع نظر۔۔۔۔۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی

"تم تماشہ دکھاوگی تو وہ تماشہ دیکھیں گے"

وہ اگے کو ہوئی تھی

"وہ تماشہ دیکھیں گے تو میں تماشہ دکھاؤں گی"

"تم یہ سب چھوڑدو۔وہ کس کے پاس جائیں گے دل بہلانے کو؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ طنزیہ ہنسی

"میں یہ سب چھوڑدوں گی تو بھوک سے مر جاؤں گی۔شرم بندہ نہیں مارتی مگر روٹی۔۔۔۔۔۔۔۔نہیں"

دانیال نے جیب میں ہاتھ ڈالا تھا اور وہ کارڈ نکال کے اسکے سامنے رکھا۔

"عزت کی روٹی۔اجالوں کی نوکری۔دن کا کام۔ایک اچھی جاب۔"

وہ ہنستی چلی گئی تھی۔

"سنا ہے آپ ڈانسر رہ چکی ہیں؟؟؟؟"

وہ رپورٹر پوچھ رہا تھا اور وہ چپ رہ گئی تھی۔سلطان نے ناگواری سے اس رپورٹر کو دیکھا تھا

"واٹ ربش۔یہ کیسا بیہودہ سوال ہے۔بجائے اسکے کہ ہم ایک ریپ وکٹم کو سپورٹ کریں،ہم اسکا ماضی کریدنے بیٹھ گئے ہیں؟؟؟؟شرم انی چاہیئے"

اس نے فون رکھ دیا تھا۔سر دیوار سے ٹکا کے اس نے آنکھیں موندلی تھیں۔

"وہ ڈانسر؟؟؟؟دانیال وہ ناچنے والی؟؟؟؟؟"

وہ بازگشت سی ہوئی تھی

"اسکا نام لیلیٰ ہے ڈیڈ"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ناگواری سے کہا تھا۔

"میں نے اسے جاب آفر کی ہے۔اب اسکی مرضی ہے وہ جوائن کرے گی تو اسے کوئی نہیں نکالے گا۔"

تبھی سلاخوں پہ آہٹ ہوئی تھی۔اس نے آنکھیں کھولیں۔اس پار ولی کھڑا تھا۔

"سوری یار بھائی"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور ناہی اسے دوبارہ دیکھا تھا۔

"معافی مانگ رہا ہوں ناں یار۔چل سوری۔مجھے نہیں ایسے بات کرنی چاہئیے تھی۔ معاف کردے ناں یار"

وہ زرا رکا

"وہ ٹھیک ہے۔انکل آنٹی یا احسان بھائی نے کچھ بھی نہیں کیا اسکے خلاف۔انہیں بھی تو پتہ ہے تیرا۔وہ آرہے ہیں دوپہر تک واپس۔تو ٹینشن نا لے۔گارڈز ہیں اسکے گھر کے باہر۔سادہ کپڑوں میں ہی ہیں۔"

اس نے اسے گھور کے دیکھا تھا

"آئیندہ میں تیری زبان سے یہ سب بکواس نا سنوں اسکے لئیے "

وہ اپنی جگہ سے اٹھا اور چلتا ہوا اسکے نزدیک آیا

"ایک کام کرنا ہو گا میرا "

"حکم کر یار "

"اسے ایک دفعہ یہاں لے آ۔ "

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دھک سے رہ گیا تھا

"بس ایک بار۔بس ایک بار میں اس سے بات کرنا چاہتا ہوں۔کسی بھی طرح اسے یہاں لے آ"

"دانی ؟؟؟؟یار سچ میں تو کہہ رہا ہے یہ ؟؟؟؟"

وہ ابھی تک بے یقین تھا

"اس کے بقول تو نے اس کا ریپ کیا ہے۔وہ تجھ سے ملنے آئے گی ؟؟؟؟تو سچ میں

ہوش میں تو ہے؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گیا

"پھر میں کچھ کہوں گا تو تجھے برا لگے گا تو میں چپ ہی رہتا ہوں لیکن تو۔۔۔۔۔تو میرا بھائی سکون کرلے کل تک۔کل صبح سب سے پہلا کام تیری ضمانت کا ہوگا۔"

"اس سے پہلے ملنا ہے اس سے"

"یہ ممکن نہیں ہے دانیال"

"پلیز بھائی بن کے۔۔۔۔۔پلیز یار۔۔۔۔۔۔۔"

وہ بے بسی سے اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

ولی ٹھیک تو کہہ رہا تھا۔

یہ کیسے ممکن تھا کہ وہ اس سے ملنے جیل پہنچ جاتی۔اس شخص سے جس نے اسکا ریپ کر ڈالا تھا۔ولی کو تو اس نے دھکے دیکر گھر سے نکال دیا تھا

"تم پیسے والے لوگ ہو تو کیا سمجھتے ہو ہم تمہارے ہاتھوں میں کٹھ پتلیاں ہیں؟؟؟؟؟

"

وہ دیر تک چلاتی رہی تھی اور سارے محلے کو سناتی رہی تھی۔

"دفع ہو جاؤ یہاں سے اور اس اپنے دوست کو بھی بتا دو۔اس سے تواب میں تب ہی ملوں گی جب وہ پھانسی کے تختے پہ ہو گا"

اس رات وہ باورچی خانے سے سارے کام نمٹا کے کمرے میں آئی تو اسکا فون بج رہا تھا۔

وہ کوئی غیر شناسا نمبر تھا۔

"کون؟؟؟؟؟؟"

دوسری طرف کچھ دیر خاموشی رہی تھی۔

"کون ہے؟؟؟؟؟"

"میں یہ سب تم سے آمنے سامنے پوچھنا چاہتا تھا لیلٰی لیکن تم نے ملنے سے انکار کر دیا

"

وہ لمبا سانس بھر کے رہ گئی تھی

"تمہاری ہمت کیسے ہوئی مجھے فون کرنے کی؟؟؟؟"

"مجھے بس ایک بات پوچھنی ہے"

وہ زرار کا تھا۔

"تم چاہتی کیا ہو؟؟؟؟؟؟؟"

وہ بستر پہ بیٹھ گئی تھی۔

"یہ چاہتی ہو کہ میں ہمیشہ جیل میں پڑا رہوں تو حکم دو۔میری لاش بھی یہاں سے باہر نہیں جائے گی۔تم چاہتی ہو مجھے پھانسی ہو جائے تو تمہاری قسم ہے کل کا سورج نہیں اُگے گا۔مجھے مار دینا چاہتی ہو تو تمہیں میرا قتل جائز ہے۔مجھے رسوا کرنا چاہتی ہو تو۔۔۔۔۔"

"میں چاہتی ہوں تم میرا پیچھا چھوڑ دو دانیال مرتضیٰ"

اس نے اسکی بات کاٹ دی تھی

"تم جئیو یا مرو، جیل میں سڑو یا پھانسی چڑھو، میری بلا سے۔مجھے فرق نہیں پڑتا۔"

وہ ہذیانی انداز میں چلائی تھی اور کال کاٹ دی تھی۔

اس سے دور۔۔۔۔

بہت دور۔۔۔۔

وہ جیل میں، اس پرانی سی چٹائی پہ سر جھکائے، فون ہاتھ میں پکڑے بیٹھا رہ گیا تھا۔

تڑپنے پہ میرے نا

پھر تم ہنسو گے

کبھی دل کسی سے

لگا کر تو دیکھو۔۔۔۔۔۔!!!!!!!

وہ شاندار کمرہ تھا۔

دنیا کی ہر آسائش وہاں موجود تھی۔ کوئی انسان جس شے کی خواہش بھی کر سکتا ہے، "کاش یہ میرے پاس ہو"، کہہ سکتا ہے، وہ وہاں موجود تھی۔

مہنگے سا مہنگا، اچھے سے اچھا لباس۔۔۔۔ بہترین جوتے۔۔۔۔ خوبصورت فرنیچر۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آرام دہ بستر۔۔۔۔کاسمیٹکس کی ہر برانڈڈ شے۔۔۔۔بھوک مٹانے کو قریباً قریباً ہر شے سے بھرا فریج۔۔۔۔قالین۔۔۔۔مہنگے لیپ ٹاپ۔۔۔۔مطلب اب کیا کیا بتاؤں۔۔۔۔

کیا آپ آج کل کے کسی شہزادے کا کمرہ تصور کر سکتے ہیں کہ وہ کیسا ہو گا؟؟؟؟وہ ویسے کا دس گنا تھا کیونکہ وہ کسی عام شہزادے کا نہیں، میرے شہزادے کا کمرہ تھا۔

اے سی کی خنکی۔۔۔۔۔ساؤنڈ پروف۔۔۔۔ملجگا سا اندھیرا۔۔۔۔آرام دہ۔۔۔۔سکون بخش۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .COM
Novel|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس بستر پہ وہ سویا پڑا تھا۔ویسی ہی نیند جیسی اس بستر پہ آ سکتی تھی۔

ویسے یہ بھی کسی مفلس کی فلاسفی ہے کہ پیسے سے سکون نہیں خریدا جا سکتا۔یہ کہ امیر آدمی راحت میں نہیں ہوتا۔ارے جاؤ جاؤ۔۔۔۔صرف پیسہ ہی خوشی کی گارنٹی نا سہی، اس سے خوشیاں ضرور خریدی جا سکتی ہیں۔یہ بھی اُسکی نعمتوں میں سے ایک خوبصورت نعمت ہے۔

خیر اس نے کروٹ بدلی اور زرا ٹٹول کے اپنا فون ڈھونڈا۔مندی مندی آنکھوں سے

روشن سکرین پہ وقت دیکھا اور اسے وہیں بستر پہ چھوڑ دیا تھا۔

ایک نیا دن دانیال مرتضیٰ کی زندگی میں شروع ہو چکا تھا۔

ایک جھپاکے سے منظر بدلتا ہے۔۔۔۔

جیل کی کال کوٹھڑی تھی۔ فرش پہ وہ پرانی سی تنکوں والی چٹائی بچھی ہوئی تھی جس پہ بازو کو تکیہ بنا کر وہ لیٹا ہوا تھا۔ خاموش۔۔۔۔ دور سلاخوں کو دیکھتا ہوا۔۔۔ان سے پرے کہیں اور، کچھ اور سوچتا ہوا۔۔۔۔۔

گرمی۔۔۔۔ گھٹن۔۔۔۔ حبس۔۔۔۔ ناکافی روشنی۔۔۔۔ پیٹ میں پڑتی ہوئی گرہیں۔۔۔۔ حلق میں چبھتے پیاس کے کانٹے۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

خیر ہے۔۔۔۔۔

خیر تھی۔۔۔۔۔ عمر کے ستائیس سال وہ آرام دہ پر سکون زندگی عیش سے اپنے لیئے جیتا آیا تھا تو یہ چند گھنٹے قید کی صعوبتیں بھی سہی۔

"میں کیوں ملوں اس سے؟؟؟ وہ اتنا سب کرنے کے بعد بھی یہ گمان کیسے رکھ سکتا

ہے کہ اس کے بلانے پہ میں بھاگتی ہوئی اسکی طرف چلی جاؤں گی؟؟؟"

اس نے تندی سے کہا تھا

"وہ وقت اور تھا جب میں کٹھ پتلی تھی۔اب نہیں۔۔۔اب اور نہیں"

وہ طنزیہ ہنسی تھی۔

"کٹھ پتلی تو تُو خیر اب بھی ہے"

"کیا بکواس کر رہی ہے؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com

اس نے ناگواری سے مینا کو دیکھا تھا۔وہ اسے بغور دیکھ رہی تھی۔

"میں تجھے پالنے سے جانتی ہوں لیلٰی۔مجھے پتہ ہے تیری فطرت کا۔مجھے پتہ ہے تو کسی بھی بات کو لیکر کسی بھی حد تک جاسکتی ہے"

وہ زرا رکی تھی

"مجھے نہیں پتہ تیرے اور اسکے درمیان میں کیا کچھ رہا ہے۔کچھ رہا بھی ہے یا نہیں۔ مجھے نہیں پتہ وہ سچا ہے یا جھوٹا۔مجھے یہ بھی نہیں پتہ کہ اس دن ہوا کیا ہوگا اسکے آفس میں۔مجھے یہ سب نہیں پتہ لیلٰی لیکن۔۔۔۔۔۔"

وہ آگے کو ہوئی تھی۔

"مجھے بس ایک بات پتہ ہے۔۔۔۔وہ یہ کہ تو ایک بیوقوف لڑکی ہے"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

اس نے کوٹ پہنا تھا اور اب وہ آئینے کے سامنے کھڑا اپنی ٹائی ٹھیک کر رہا تھا۔اسکے عکس نے اسے بتایا کہ وہ ہمیشہ کی طرح پرفیکٹ تھا۔

سلیقے سے بنے بال۔۔۔۔وہ مہنگا ترین ہیئر کٹ۔۔۔۔وہ کلون کی خوشگوار باس۔۔۔۔

وہ بہترین لباس۔۔۔۔برانڈڈ جوتے۔۔۔۔گھڑی۔۔۔۔۔

اور وہ عکس۔۔۔۔

وہ روشن بھوری آنکھیں۔۔۔وہ سامنے والے کے دل میں اترتی آنکھیں۔۔۔۔وہ زیرک آنکھیں۔۔۔کسی کو بلاوجہ پزل کرتی آنکھیں۔۔۔۔

منظر بدلتا ہے۔۔۔۔۔

"اٹھو۔۔۔۔۔۔" !!!!!

حوالدار نے زور سے کہا اور سلاخوں پہ ڈنڈا مارا تھا۔اس نے چونک کر آنکھیں کھولی تھیں۔

سامنے سلاخوں کے اس پار ولی کھڑا تھا۔

"کیسا ہے بھائی؟؟؟؟ناشتہ لایا ہوں۔۔۔مجھے پتہ ہے تو نے کل بھی کچھ نہیں کھایا ہے"

اس نے دیکھا ولی نے اس گارڈ کی مٹھی میں وہ بھورے نوٹ دبائے تھے۔اب وہ اسکے سامنے،اسکے پاس موجود تھا۔اکڑوں فرش پہ بیٹھا وہ کھانے کے لوازمات فرش پہ رکھتا جا رہا تھا۔دانیال منرل واٹر کی بوتل لی اور پانی کے دو تین چھپاکے منہ پہ مارے تھے۔

ولی نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"کیا حال بنا لیا ہے یار تو نے۔۔۔دیکھ تو سہی۔۔۔۔"

اسکے بال ماتھے پہ بکھرے ہوئے تھے۔دو دن پرانے کپڑوں میں پسینے کی بو رچی ہوئی تھی۔اب کے اس نے آنکھیں اٹھائیں تو وہ آنکھوں کو دیکھ کر رہ گیا۔

وہ آنکھیں۔۔۔۔رت جگے کی شکار آنکھیں۔۔۔۔وہ لال لال سرخیوں کی آماجگاہ

آنکھیں۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"آج تمہیں عدالت میں اپنا بیان جمع کروانا ہے۔وہ اور اسکا وکیل آج پوری کوشش کریں گے ضمانت کی اور یہ ہو بھی جائے گی۔اسکے ہاتھ بہت لمبے ہیں"

اس نے بغور سلطان کو دیکھا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ وہ دو دن بھی جیل میں کیسے رکا رہا۔وہ چاہتا تو چند ڈوریاں ہلاتا اور جیل سے باہر ہوتا۔یہ اتوار سوموار کی بات نہیں تھی۔وہ چاہتا تو جیل تک بھی نا پہنچتا،راستے میں ہی سے پولیس اسے واپس با عزت واپس دفتر چھوڑ آتی۔"

وہ ہنسا تھا

"اتنی بھی اخیر نہیں آئی ہوئی لڑکی۔وہ اس ملک کو چلانے والے خاندان سے ضرور ہے لیکن اسکی بھی کمزوریاں ہیں"

وہ زرا رکا تھا۔

"اس نے تمہارے ساتھ جو کیا ہے اسے بھولنا مت۔میں تمہارے ساتھ کھڑا ہوں۔

ہم اسے جیتنے نہیں دیں گے۔وہ ضرور ہارے گا لیلیٰ"

وہ کسی سوچ میں ڈوبی ہوئی اس بریف کیس کو گھور رہی تھی۔

وہ ایک پر تعیش کانفرنس روم تھا۔

اسکے وسط میں وہ وسیع و عریض میز اور اسکے اطراف میں کرسیاں موجود تھیں۔سوٹڈ بوٹڈ افراد وہاں براجمان تھے۔سارے میں وہ ہلکی سی ٹھنڈک گھلی ہوئی تھی۔ائیر فریشنر کی بھینی سی مہک ہر احساس پہ حاوی تھی۔

میز کے اس سرے پہ دانیال مرتضیٰ کھڑا تھا۔سامنے دیوار گیر سکرین پہ اپنی پریزینٹیشن کی سلائیڈز بدلتا،وہ اپنے پروفیشنل انداز میں بولتا جارہا تھا۔رواں اور شستہ لہجہ۔۔۔بنا رکے،بنا اٹکے،بنا کنفیوز ہوئے وہ بس اپنی کہتا جارہا تھا۔اور اسے یہی آتا تھا۔وہ بس یہی کرتا تھا۔اپنی کہنا،اپنی کرنا۔۔۔۔۔بس۔۔۔۔

"تمہاری بات ٹھیک ہی جینٹل مین لیکن مجھے بس ایک بات بتاؤ۔۔۔صرف تمہارے کہہ دینے پہ میں اتنی بڑی رقم تمہاری کمپنی میں کیوں انویسٹ کروں؟؟؟؟"

وہ ہولے سے مسکرایا

"آپکے سوال کے جواب میں میرا بھی ایک سوال ہے سر"

وہ ہولے ہولے چلتا اپنی کرسی تک آیا اور اس پہ دونوں ہاتھ ٹکائے تھے۔

"آپ کہہ رہے ہیں کہ میں یہ کیوں کروں، آپ یہ نہیں کریں گے تو اور کیا کریں گے ؟؟؟؟؟"

وہ انکی انکھوں میں آنکھیں ڈال کر کہہ رہا تھا

"اس مارکیٹ میں ہزار اور لوگ بیٹھے ہیں۔ لاکھوں کمپنیز ہیں۔ سینکڑوں طرح کی ڈیلز، آفرز۔ میں بس ایک ہوں نیازی صاحب۔ میری بس ایک کمپنی اور میری بس ایک ڈیل۔ ہاں یا نہیں کی ڈیل۔۔۔۔ کیا کیوں کیسے نہیں۔۔۔۔ وضاحتیں میں دیتا نہیں اور نا ہی مجھے دینی آتی ہیں۔ میں کر کے دکھاتا ہوں۔ اور یہاں بیٹھے سب افراد یہ بات جانتے ہیں"

وہ زرا رکا تھا۔

"مجھے پتہ ہے میں پارس ہوں جینٹل مین۔ اور یہ بات آپکو بھی پتہ ہے۔ یہاں سب

مجھ سے جڑ کر سونا ہی تو ہونے آئے ہیں"

اسکی داہنی طرف بیٹھے احسان بھائی نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

منظر ایک دم سے بدلا تھا۔

احسان بھائی نے اسے تیزی سے آگے بڑھ کے گلے سے لگایا تھا۔وہ بس خاموشی سے ان کے ساتھ لگا کھڑا تھا۔بہت دیر تک۔

"تجھ سے جڑ کے لوگوں کو سونا ہوتے دیکھتا آرہا ہوں دانیال۔یہ پارس مٹی کیسے ہوا ؟؟؟؟"

"ہر شے کو فنا ہے ناں بھائی"

وہ ہولے سے بولا تھا۔احسان نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"یہ بہت زیادہ ہو گیا ہے دانیال۔"

وہ سر جھکا گیا تھا۔

\-

"آپکی باتوں میں جھول ہیں مس لیلیٰ"

اسکے وکیل نے کہا تھا۔وہ اسکے سامنے بیٹھا تھا۔ابھی کچھ ہی دیر میں اسے اپنا بیان ریکارڈ کروانا تھا۔

"اسکا وکیل یونہی کوئی ایرا غیرا سڑک چھاپ نہیں ہے۔وہ یوں چٹکیوں میں تمہارے سارے الزامات کو خاک میں ملا دے گا"

"تو میں ڈر جاؤں؟؟؟؟"

وہ فوراً بولی تھی۔

"یہی تو میں اس دن سے سوچ رہا ہوں کہ تم ڈر کیوں نہیں رہی ہو؟؟؟؟؟"

"میں اس سے نہیں ڈرتی"

"میں اسکی بات نہیں کر رہا۔۔۔۔"

اس نے بات کاٹی تھی۔

"خیر چھوڑیں۔۔۔۔مجھے بس ایک بات بتائیں۔سچ سچ۔۔۔۔۔۔"

وہ آگے کو ہوا اور اسکی آنکھوں میں دیکھا تھا۔

"کیا واقعی آپ سچ بول رہی ہیں؟؟؟؟؟"

وہ بہت خوبصورت تھی۔

سٹائلش سی۔۔۔ماڈرن سے ڈریس میں ملبوس۔۔۔اونچی ہیل۔۔۔نزاکت۔۔۔ادائیں۔۔۔۔

وہ واقعی میں اسی کلاس سے ہو نا ڈیزرو کرتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" Oh my.... Look, Daniyal Murtaza is here.....
"

اسے دیکھ کر وہ مسکرائی تھی۔دانیال نے جواباً ایک مسکراہٹ اس پہ اچھالی تھی۔

"مجھے نہیں پتہ تھا کہ تم یہاں آرہے ہو ورنہ میں کچھ ڈھنگ کا تیار ہو کر آتی"

"مجھے خود بھی ابھی تھوڑی دیر پہلے پتہ چلا کہ مجھے یہاں آنا ہے"

دانیال نے سافٹ ڈرنک کا گھونٹ بھرا تھا۔

وہ ڈیڈ کے دوست کی بیٹی تھی۔مزنہ چوہدری۔یہ غنیمت تھا کہ اسے اسکا نام یاد تھا ورنہ اسکے اگے پیچھے جو لڑکیوں کی لمبی قطار تھی،اکثر کی تو وہ شکلیں تک نہیں پہچانتا تھا۔

"اس ویک اینڈ پہ کیا کر رہے ہو؟؟؟"

وہ دونوں باتیں کرتے ہوئے باہر آئے تھے۔

" Nothing special. May be a movie, hang out with friends "

" Why not a dinner with me ? "

وہ جلدی سے بولی تھی

"نامت کہنا۔تم پچھلے تین ہفتوں سے مجھے ٹال رہے ہو دانیال۔اور تم وہ واحد لڑکے ہو جسے میں نے خود یہ آفر دی ہے۔یونو میں ہر ایرے غیرے کے ساتھ باہر نہیں جاتی"

وہ ہنسا تھا

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

" Same to you .... "

وہ دھیمے سے بولا تھا

"لیکن میں تمہیں یہ نہیں کہہ سکتا کہ تم وہ واحد لڑکی ہو جس نے مجھے آج رات ڈنر کی آفر کی ہے۔سو۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔مجھے ایک اور دل توڑنا پڑے گا۔۔۔۔ٹیک کیئر "

وہ کہہ کر رکا نہیں تھا۔

منظر بدل گیا تھا۔

وہ سر جھکائے،کان سے فون لگائے بیٹھا تھا۔

"میں نے کہا تھا مجھے فون مت کرنا"

وہ پھنکاری تھی۔

"معاف کر دو۔اسے بھی میری بہت ساری غلطیوں میں سے ایک سمجھ کر "

وہ چپ رہ گئی تھی۔

وہ جانتی تھی وہ شخص ساری دنیا میں کسی کے سامنے سر نہیں جھکاتا تھا لیکن اسکے سامنے

یوں جھکتا تھا کہ پھر سیدھا نہیں ہوتا تھا۔

"فون کیوں کیا؟؟؟؟"

"یہی "کیوں" میرا سوال ہے لیلیٰ"

وہ فوراً بولا تھا

"کیوں؟؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے بے بسی سے چٹائی کا تنکا توڑا تھا

"مجھے جیل بھیجنا تمہارا مقصد نہیں تھا۔مجھے تکلیف دینا بھی تمہاری خواہش نہیں تھی۔مجھے یوں سب کے سامنے رسوا کرنے سے بھی تمہیں کچھ حاصل نہیں ہو گا مجھے پتہ ہے"

وہ ذرا رکا تھا

"پھر کیوں لیلی؟؟؟؟"

وہ خاموش رہ گئی تھی۔

"ایک بات بتاؤ گی؟؟؟؟؟"

وہ اب بھی چپ رہی تھی۔

"اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کے بتاؤ میں تمہارے ساتھ وہ سب کر سکتا ہوں؟؟؟؟؟؟"

"تم میرے ساتھ وہ سب کر چکے ہو اور یہ کال تم ریکارڈ کر رہے ہو۔"

اس نے کرب سے آنکھیں موندلی تھیں

"مجھے اب دوبارہ کال مت کرنا دانیال مرتضیٰ اگر اپنی ذات میں زرا سے بھی سچے ہو تو۔۔۔۔۔۔بائے"

وہ اسکے سامنے بیٹھا تھا۔

"کیا واقعی وہ سچ بول رہی ہے دانیال؟؟؟؟؟"

اس نے اسے بغور دیکھا تھا

"تجھے کیا لگتا ہے؟؟؟؟"

"کیافرق پڑتا ہے۔۔۔۔باہر سارے شہر میں تیری بدنامی ہورہی ہے۔سارا میڈیا تیرا نام اچھال رہا ہے۔تیری ساکھ کو اچھاخاصا نقصان ہوا ہے اس سے دانیال"

"مجھے فرق نہیں پڑتا"

"لیکن تیرے خاندان کو پڑتا ہے یار"

وہ فوراً بولا تھا

"لوگ تیرے باپ کو ریپسٹ کا باپ اور تیری ریپسٹ کی ماں کہیں گے تو بہت فرق پڑے گا"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ چپ رہ گیا تھا

"اس لیئے پھر پوچھ رہا ہوں۔کیاواقعی تونے یہ سب کیا ہے؟؟؟؟؟"

"تجھے کیا لگتا ہے؟؟؟"

اس نے وہی سوال واپس اسکے منہ پہ دے مارا تھا۔احمر اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"میری ماں پریس کانفرنس اٹینڈ کرلے۔بس ایک بار"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا تھا

"میں اسے سب کے سامنے جھوٹا نہیں کہوں گا"

"تو خود کو سچا کہہ میرے بھائی"

"احمر"

اس نے درشتی سے کہا تھا

"میں نے کہا ناں۔۔۔۔۔ میں اسے جھوٹا نہیں کہوں گا۔ وہ مجھے کیا کہتی ہے کیا نہیں، یہ اسکی مرضی ہے۔۔۔۔۔"

وہ زرار کا

"اور ایک بات۔ یہ بدنامی، یہ ساکھ کا خراب ہونا، یہ سب باتیں تجھے پتہ ہیں معنی نہیں رکھتیں۔ میرا تخت اتنا کمزور نہیں ہے کہ کوئی یونہی الٹا دے مگر۔۔۔۔۔۔ اگر وہ چاہتی ہے تو یونہی سہی۔۔۔ وہ چاہتی ہے کہ میرے گلے میں طوق ہو اور پیروں میں بیڑیاں تو یونہی سہی۔۔۔ وہ چاہتی ہے کہ میں برباد ہو جاؤں تو آباد رہنے کا کوئی جواز نہیں ہے میرے پاس۔۔۔ وہ کہتی ہے کہ میں قید رہوں تو اسکی خواہش سر آنکھوں پہ"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اسے دیکھتا رہ گیا تھا۔

"ایسا کیا ہے اس میں ؟؟؟؟؟؟"

اس نے بے بسی سے سر ہلا دیا تھا۔

"مجھے نہیں پتہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

"وہ ضمانت پہ رہا ہو گیا ہے"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ خاموش بیٹھی رہی تھی۔

"تمہارا اپلان کیا ہے ؟؟؟؟؟؟؟"

مینا نے اسے بغور دیکھا تھا۔ وہ بس اپنے فون میں لگی رہی تھی۔

"ایک بات تو بتاؤ؟؟؟؟"

اس نے اگے ہو کر پوچھا تھا

"یہ کیا کیسے تم نے ؟؟؟؟؟ وہ کیسے اس حد تک آ گیا لیلٰی ؟؟؟؟؟؟"

وہ اب بھی خاموش رہی تھی۔

ممی نے اسے گلے سے لگایا تھا۔

"میرا بیٹا۔۔۔۔۔۔میرا بچہ"

ڈیڈ بھی پاس ہی کھڑے اسے فکر مندی سے دیکھ رہے تھے۔دونوں میں وہ نازوں سے پلا انکا بچہ کملا گیا تھا۔وہ کہتا تھا کہ اسے فرق نہیں پڑتا لیکن وہ تو سر تا پاؤں "فرق" کے اثر میں تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ لڑکی۔۔۔۔۔۔۔"

"ممی پلیز۔۔۔۔۔نہیں۔۔۔۔۔"

وہ جلدی سے بولا تھا۔

"پلیز۔۔۔۔۔مجھے کہہ لیں۔۔۔جو بھی کہنا ہے۔۔۔۔میں کھڑا ہوں ناں یہاں۔۔۔۔میں ہوں ناں مجرم۔۔۔۔۔پلیز اسے نہیں۔۔۔۔۔"

وہ التجائیہ لہجے میں کہتا چلا گیا تھا۔

"تو مجرم نہیں ہے مجھے پتہ ہے۔میرا بیٹا ایسا کبھی نہیں کر سکتا۔"

وہ چپ رہ گیا

"وہ جھوٹ بول رہی ہے۔۔۔۔مجھے پتہ ہے۔۔۔وہ جھوٹی ہے۔۔۔وہ اپنی اوقات۔۔۔۔۔۔۔"

"ممی۔۔۔۔۔۔۔مجھے تکلیف ہوتی ہے"

اس کی آنکھ سے وہ آنسو بہا تھا۔اس نے کسی بچے کے سے انداز میں ماں کو دیکھا تھا۔انکا دل کٹ کے رہ گیا تھا۔

"اچھا بس۔۔۔۔۔چلو جاؤ۔۔۔۔"

ڈیڈ نے کہا تھا۔

"نہادھو کے فریش ہو جاؤ۔۔۔کھانا کھاتے ہیں۔۔۔جاؤ۔۔۔۔جلدی فریش ہو کر آؤ۔۔۔۔۔"

انہوں نے اسکا کندھا تھپتھپایا تھا۔

ڈائننگ کی لمبی میز قسم ہا قسم کے کھانوں سے بھری ہوئی تھی۔ فضا میں پھیلی اشتہا انگیز خوشبو بھوک بڑھا رہی تھی۔

سربراہی کرسی پہ ڈیڈ موجود تھے۔ ان کے داہنی طرف پہلی کرسی پہ احسان بھائی تھے اور ان کے ساتھ دانیال بیٹھا تھا۔ سفید گول گلے کے کرتے میں ملبوس، گیلے بال، نہایا دھویا سا۔۔۔۔ اسکے عین سامنے ممی موجود تھیں۔

اس کے بعد اس موضوع پہ کوئی بات نہیں ہوئی تھی۔ وہ ان سے انکے ٹرپ کے بارے میں پوچھتا رہا تھا۔

"بھا بھی نہیں آئیں واپس؟؟؟"

"نہیں۔ وہ وہیں اپنی خالہ کی طرف رک گئی۔"

اس نے سر ہلا دیا

"میں نے کہا چلو کچھ دن گزار لے گی"

تبھی اسکا فون بجا تھا۔ اس نے روشن سکرین پہ جلتا بجھتا وہ نام پڑھا تھا۔

"لیلٰی کالنگ"

اس نے فوراً فون کان سے لگایا تھا۔دوسری طرف وہ رو رہی تھی۔

"دانیال۔۔۔۔۔مجھے تمہاری مدد چاہیئے۔۔۔۔پلیز۔۔۔۔ابھی۔۔۔۔۔"

ہمیشہ ہوئے دیکھ کر

مجھ کو برہم

کسی دن زرا مسکرا

کر تو دیکھو۔۔۔۔۔!!!!!

اسے وہاں دیکھ کر دانیال مرتضیٰ کو تکلیف ہوئی تھی۔

پہلی دفعہ۔۔۔۔پہلی پہلی تکلیف جو اس کے ذریعے سے اسے ملی تھی۔

وہ رقصاں تھی۔اسی ہوش ربا انداز سے جس ہوش ربا انداز کا وہ سنگیت تھا۔احسان اور اسکے دوست سٹیج کے سامنے آدھے دائرے کی شکل میں کھڑے تھے۔نوٹوں کی گڈیاں پکڑے۔ایک ایک نوٹ اونچا کرتے اور اسے اشارہ کرتے کہ وہ لے جائے۔اس کے قریب آنے پہ اسے چھونے کی کوشش کرتے۔اسکے ساتھ شرارت

کرتے۔۔۔۔

وہ تکلیف دہ تھا۔

ان آدمیوں کے قبیل میں وہ جو مرد تھا،اس کے لیئے وہ تکلیف دہ تھا۔وہ کسی بھی دل رکھنے والے کے لیئے تکلیف دہ ہی ہوتا۔

وہ اتنی تذلیل کے لیئے نہیں بنائی گئی تھی۔وہ ایسے تماشے کے لیئے تخلیق نہیں کی گئی تھی۔اسکو یوں کسی کے دل بہلانے کو تراشا نہیں گیا تھا۔وہ بھلے مٹی کی مورت تھی پر اسے ہیرے موتیوں کے ایسے سنبھال کے رکھا جانا چاہیئے تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"تم چلی جاؤ یہاں سے۔۔۔۔۔"

"کیوں؟؟؟؟"

اس نے اچھنبے سے کہا تھا۔

"کیونکہ میں کہہ رہا ہوں"

"تم ہوتے کون ہو کچھ بھی کہنے والے؟؟؟"

"وہ سب کون ہوتے ہیں تمہارے ساتھ یہ سب کرنے والے؟؟؟؟؟"

"تماش بین۔۔۔میرے خریدار۔۔۔قدردان۔۔۔میرا گھر انکی جیبوں سے چلتا ہے تو ہاں۔۔۔۔۔تم کون ہو؟؟؟"

"میں یہ سب نہیں ہوں۔لیکن۔۔۔۔۔۔"

اس نے اپنی جیب خالی کردی تھی۔اپنا والٹ۔کریڈٹ کارڈ۔جتنا کیش تھا سب۔گاڑی کی چابی تک۔

"یہ کافی ہے یہاں سے جانے کے لئیے؟؟؟؟"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی

"تو تم بھی وہی ہو۔ایک خریدار۔۔۔جو اپنی مرضی پوری کرنے کو کچھ بھی کر سکتا ہے۔اپنی دولت سے کچھ بھی خرید سکتا ہے"

"خرید نہیں رہا ہوں۔بیچ رہا ہوں۔"

"کیا۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ چپ رہ گیا۔کہہ نا سکا "میرا دل"

وہ اس سے کارڈ لیکر چلی گئی تھی۔

اگلے ہی دن وہ آفس اسکے سامنے تھی۔

"کل شائد تم نشے میں تھا"

اسے بغور دیکھتے ہوئے وہ کہہ رہی تھی۔

"نشے میں مرد بڑے بڑے دعوے کر جاتے ہیں۔مجھے بھی کئی بار چاند تارے توڑ کر دیئے ہیں مردوں نے اس حالت میں۔ جیسے ہی نشہ ہرن ہوتا ہے،اٹھا کے پاتال میں دے مارتے ہیں۔سوچا تمہیں بھی آزمالوں۔"

وہ زرار کی

"تو بتاؤ مسٹر۔۔۔۔ابھی بھی نشے میں ہو؟؟؟"

وہ ہولے سے مسکرایا

"شائد"

وہ ہنس پڑی

"تمہارا والٹ اور گاڑی کی چابی لوٹانے آئی ہوں"

"میں دی ہوئی چیز واپس نہیں لیتا"

"اور میں بھیک نہیں لیتی"

وہ فوراً بولی تھی۔

"کل جوان مردوں نے دیا وہ میری کمائی تھی۔ حلال تھی یا حرام، اس سے قطع نظر وہ کسی کا رحم نہیں تھی۔ جو تم نے دیا، وہ ترس کھا کر دیا۔ یوں جیسے کسی بھکاری کے کشکول میں کچھ سکے اچھال دو"

وہ آگے کو ہوا

"خود پہ خود رحم کھا لو پھر۔ تاکہ کسی دوسرے کے رحم کی نوبت ہی نہ آئے"

وہ زرا رکا تھا

"میں نشہ نہیں کرتا۔ مجھے اسکی ضرورت نہیں۔ زندگی ہی مجھے مدہوش رکھتی ہے۔ تو میری کل کی آفر کسی شرابی بادشاہ کا فرضی فرمان نہیں تھا۔ میں تمہیں جاب دے رہا ہوں۔"

وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

"کیا جاب؟؟"

"جو تم لینا چاہو"

وہ زرا سا مسکرائی

"مجھے تمہاری سیٹ چاہیئے"

وہ ہنسا اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsane|Articles|Books|Poetry|Interviews

تم سب کہو گے فرضی باتیں ہیں۔ کس دنیا کے قصے سنا رہے ہو۔ ایسے ہوتا ہے بھلا۔

اتنی محبت کوئی کر سکتا ہے بھلا؟ نہیں نہیں یہ ممکن نہیں۔ بلا وجہ۔۔۔۔

میں کہوں گا تم نے محبت دیکھی بھی ہے کبھی؟؟؟؟

وہ محبت جو خدا کے کن پہ تخلیق ہوئی۔ وہ فیکون جیسی معتبر محبت۔ انسان کے سینے میں دل رکھا گیا تو ایسی مقدس جگہ پہ رکھی گئی پاک محبت۔۔۔

توکائنات کا سب سے بڑا سچ ہی یہ محبت ٹھہری۔۔۔۔

محبت۔۔۔۔۔

رب کی بندے سے محبت۔۔۔۔

اسکے بندوں کی بندوں سے محبت۔۔۔۔۔

اس نے دل دیا اور اس میں محبت دی۔تو پھر اس میں شک کیسا؟؟؟؟؟؟کوئی کسی کو چاہ بھی نہیں سکتا؟؟؟؟؟؟؟کوئی کسی سے نفرت کرے اتنی کہ اسکی جان لے لے، یہ ممکن ہے لیکن کوئی کسی کی محبت میں جان دے دے، یہ ممکن نہیں؟؟؟؟؟؟؟

وہ اٹھ کھڑا ہوا ہے اپنی کرسی سے۔۔۔۔

"آجاؤ۔۔۔۔۔آج سے یہ سیٹ ہے تمہاری"

تو میری سنو وہ تو بس ایک کرسی تھی۔وہ اس سے دنیا مانگتی تو وہ اسکی تگ و دو میں لگ جاتا۔۔۔۔

کیوں؟؟؟؟

محبت۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

بس یہ ہر سوال کا جواب ہے اور یہ ہی میرا جواب ہے۔۔۔۔

"تو پاگل تو نہیں ہو گیا؟؟؟؟"

احسان نے اسے یوں دیکھا جیسے وہ واقعی پاگل ہو گیا ہو۔

"وہ آپکی مہندی پہ مجرے کرسکتی ہے لیکن کمپنی میں ایک عزت کی نوکری نہیں کر سکتی؟؟؟؟"

"کرسکتی ہے لیکن کیا کوالی فیکیشن ہے اسکی جو تو نے اسے ڈائریکٹ اپنی پی اے رکھ لیا ہے۔تجھے اندازہ بھی ہے پرسنل اسسٹنٹ کے پاس کیسا کیسا ڈیٹا ہو گا ہماری کمپنی کا؟؟؟؟"

"میں بیوقوف ہوں؟؟؟؟بس صرف یہ بتائیں؟؟؟"

"اس لمحے تو کوئی احمق ہی لگ رہا ہے مجھے"

"چلیں حماقت ہی سہی"

احسان نے کچھ کہنا چاہا لیکن چپ ہو گئے تھے۔وہ اپنے سے چھ سال چھوٹے بھائی کی

رگ رگ سے واقف تھا وہ۔ وہ ایک بارہاں کہہ دیتا تھا تو اسکو ناں میں کوئی ماں کا لال نہیں بدل سکتا تھا۔

تو وہ پہلے اسکے دل میں اتری تھی۔ وہاں سے اسکی کمپنی میں۔ اب ہولے ہولے اسکی زندگی میں شامل ہوتی جارہی تھی۔

احسان ٹھیک کہتا تھا۔ وہ کوالیفائیڈ نہیں تھی۔ وہ اس پوسٹ کو ڈیزو نہیں کرتی تھی۔ اسے اس سب کی اے بی سی بھی نہیں پتہ تھی۔ وہ تو بس ایک شو پیس تھی۔ اسکی مدد کے لئیے ایک اور اسسٹنٹ رکھ دی گئی تھی۔ تو سارا کچھ وہ دیکھتی تھی۔ ہماری لیلٰی صاحبہ تو بس نام کی پی اے تھیں۔

"اس ساری مراعات کا مقصد کیا ہے دانیال؟؟؟"

اس دن اس نے پوچھا تھا

"ایک مرد عورت پہ جان تک لٹانے کو تیار ہو جائے تو اسکا مقصد کیا ہوتا ہے؟؟؟؟
"

"وہ اسے خریدنا چاہتا ہے"

وہ فوراً بولی تھی۔

"یا وہ اسے خریدنا نہیں چاہتا ہے"

وہ مسکرادی تھی

"خرید تو تم مجھے رہے ہو۔روز۔لمحہ لمحہ۔تمہیں شائد دکھائی نا دیتا ہو لیکن یہاں سب مجھ پہ انگلی اٹھاتے ہیں اور وہی انگلی تم پہ بھی اٹھتی ہے۔وہ ہنستے ہیں تم پہ دانیال کہ تم ایک لڑکی کے لئیے مرے ہی جا رہے ہو"

"میں مرا ہی جا رہا ہوں"

وہ ذرا رکا

"میں مر گیا اس دن جب تمہیں دیکھا تھا۔سچ میں۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی

"تو یہ سب مجھے پانے کے لئیے ہے؟؟؟؟"

"میں تمہیں نہیں پاسکتا؟؟؟؟؟"

"ایسے نہیں پاسکو گے۔یہ نوکری،یہ پیسہ،یہ دولت،مراعات،یہ باتیں،یہ کہانیاں، ان سب سے نہیں ملوں گی میں تمہیں"

"پھر کیسے ؟؟؟؟؟؟"

اس نے کندھے اچکادیئے تھے۔

"پتہ نہیں"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس سے کوئی پوچھتا کی دانیال مرتضیٰ اسکے لئیے کیا تھا تو وہ ایک لمحے کے لئیے بھی نا سوچتی۔اسے جواب پتہ تھا۔

"ایک مرد----"

"بس ایک مرد؟؟؟؟؟"

"ہاں بس ایک مرد-----"

مینا نے حیرت سے اسے دیکھا

"نا کر یار"

" صحیح کہہ رہی ہوں۔وہ عام آدمیوں کی طرح ہی ہے۔وہ اچھا بن رہا ہے۔اپنے پیسے کا زعم ہے اسے۔اسے لگتا ہے وہ سب سے الگ ہے۔اسے لگتا ہے وہ یوں پارسا بن کے مجھے پٹا لے گا۔وہ سمجھتا ہے اسے میرے جسم سے کوئی سروکار نہیں۔"

وہ زرار کی

"وہ جھوٹا ہے۔اسے شائد خود بھی پتہ نا ہو لیکن وہ جھوٹا ہے۔وہ کہیں نا کہیں مجھ پہ دسترس چاہتا ہے۔بس یہی تو چاہت ہے اسکی۔وہ چاہتا ہے میں اسے اپنا آپ سونپ دوں۔اسے لگتا ہے میں یہ کردوں گی"

"اور وہ جو کہتا ہے محبت۔۔۔۔۔۔"

وہ ہنس پڑی اور دیر تک ہنستی رہی تھی۔

"کوئی سچ میں کسی سے محبت کر سکتا ہے؟؟؟؟؟کوئی اس جیسا سچ میں مجھ جیسی سے محبت کر سکتا ہے؟؟؟؟؟؟"

تو ایک دانیال ہے،

ایک لیلٰی ہے

اور ان کے ناموں کے پہلے پہلے حرف کو ملائیں تو جو بنتا ہے

وہ دل ہے۔۔۔۔۔

وہ جو دونوں کے پاس ہے،

وہ جو دونوں اسی کے پاس ہیں۔۔۔۔۔

وہ سچ میں مر مٹا ہے اس پہ۔کیسے ؟؟؟؟؟شائد وہ اس قابل ہے کہ اس پہ مر مٹا جائے۔۔۔۔۔

"ایسا کیا ہے اس میں دانیال؟؟؟؟؟"

ولی نے اس دن اس سے پوچھا تھا۔

"ایسی بھی کیا دیوانگی؟؟؟؟تجھے پتہ ہے اسکی کلاس نہیں ہے، کریکٹر نہیں ہے،

خاندان نہیں ہے، کچھ آگا پیچھا نہیں ہے۔اس سے زیادہ خوبصورت، کانفیڈنٹ لڑکیاں تیرے آگے پیچھے گھومتی ہیں یار۔ پھر وہ کیوں ؟؟؟؟؟؟؟"

وہ مسکرادیا تھا

"وہ کیوں نہیں ؟؟؟؟؟؟"

وہ اب مسکراتا بھی اور طرح سے تھا۔اسکی بات کرتا تو کسی اور ہی انداز سے کرتا تھا۔

"اسے دیکھتا ہوں تو دل کرتا ہے دیکھتا رہوں۔ وہ بات کرتی ہے تو دل کرتا ہے سنتا رہوں۔ وہ چپ رہتی ہے تو اسکی خاموشی سنتا رہتا ہوں۔ وہ۔۔۔۔وہ۔۔۔۔وہ۔۔۔۔ کیسے بتاؤں۔۔۔۔وہ اتنی اچھی لگتی ہے کہ اچھے لگنے کے پیمانے چھوٹے لگنے لگتے ہیں۔ وہ پاس ہوتی ہے ناں، یہیں کہیں آس پاس تو میں پر سکون رہتا ہوں۔ یوں جیسے۔۔۔۔۔ کیسے بتاؤں۔۔۔۔۔"

وہ الجھ گیا تھا۔

وہ جو سیدھا سادا تھا، الجھ گیا تھا۔

"تو پاگل ہو گیا ہے میرے بھائی"

سب اسے یہی تو کہتے تھے۔

"تو پاگل ہو گیا ہے"

وہ بھی اسے یہی سمجھتی تھی۔کوئی ذی ہوش انسان کسی کے لئیے ایسا دیوانہ تو ہو بھی نہیں سکتا۔۔۔۔

تو چلو دانیال مرتضیٰ کو پاگل مان لیتے ہیں۔پاگل اگر ایسی خوبصورت محبت کرتے ہیں تو ہم سب پاگل ہو جاتے ہیں۔ہوش والوں کی دنیا تو دیکھ لی،اب سب پاگل ہو کر دیکھ لیتے ہیں۔

"دیکھو بیٹا۔میں روایتی باپ نہیں ہوں کہ تمہاری خوشیوں کے راستے میں روڑے اٹکاتا پھروں گا۔وہ اچھی لگتی ہے،اس سے شادی کرنا چاہتے ہو تو مجھے کوئی اعتراض نہیں ہے۔تمہاری ماں کو بھی نہیں ہے۔ہم تمہاری خوشی میں خوش ہیں"

اس دن ڈیڈ نے اس سے کہا تھا۔

"یہ کلاس ڈیفیرنس،یہ دولت،یہ سب باتیں میں نہیں مانتا۔میں کسی بھی انسان کو یا

اسکی محبت کو ان سب کے ترازو میں نہیں تولوں گا۔میں تمہاری خوشی دیکھوں گا اور میں دیکھ رہا ہوں کہ تم اسکے ساتھ بہت خوش رہو گے"

خوش؟؟؟؟؟؟؟بس خوش؟؟؟؟؟؟؟؟

وہ لنچ ٹائم میں اسکے ساتھ ریسٹورنٹ میں آئی ہوئی تھی۔اس خوبصورت سے فانوس کے عین نیچے،سلیقے سے سجی میز پہ وہ آمنے سامنے بیٹھے تھے۔فضا میں فریشنر کی ہلکی سی مہک تھی۔دھیمے سروں میں سنگیت بج رہا تھا۔

اس سفید پھولوں کے ٹکے کو ایک طرف ہٹا کر دانیال نے میز پہ،اسکے سامنے وہ ڈبیا رکھی تھی۔

وہ خوبصورت انگوٹھی تھی جس میں بیش قیمتی ہیرہ جڑا ہوا تھا۔

لیلی نے چونک کر اسے دیکھا۔وہ ہولے سے مسکرایا۔وہ طنزاً ہنسی تھی۔

"تو بس؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟یہی انت ہوتا ہے ناں؟؟؟؟؟؟"

وہ ذرا رکی

"لڑکی نے ہنس کے بات کی۔ تمہیں گھاس ڈالی۔ تمہاری بات سنی۔ جاب لے لی۔ تمہارے ساتھ کھانا کھالیا۔بس سمجھوپٹ گئی۔ہے ناں؟؟؟؟؟؟"

"تم غلط سوچ رہی ہو"

وہ آہستگی سے بولا تھا

"اور تم بھی غلط سوچ رہے ہو دانیال مرتضیٰ کہ میری ہاں ایک ہیرے سے خریدی جا سکتی ہے"

وہ میز پہ ہاتھ مار کے زور سے چلائی تھی۔ارد گرد کی میزوں پہ موجود افراد انہیں ہی دیکھنے لگے تھے۔

"یہ بالکل ویسے ہی دانیال مرتضیٰ جیسے کوئی مجھے رقص کے دوران نوٹ دکھائے اور اشارے سے کہے کہ آؤ اور لے لو۔میں لینے جاؤں تو وہ بدلے میں کچھ بھی کر لے۔یہ ویسے ہی ہے۔یہ ہیرہ وہی نوٹ ہے۔تم وہی عیاش خریدار ہو۔"

وہ بہت دیر تک گنگ رہ گیا تھا

"میں ایک حلال رشتہ چاہتا ہوں لیلیٰ"

"تم بس مجھ پہ دسترس چاہتے ہو۔بس"

وہ اٹھ کھڑی ہوئی تھی۔

"آئندہ مجھے اپنی شکل مت دکھانا اور ناہی میرے پیچھے آنا۔۔۔۔۔"

"میری بات سنو۔سوری تمہیں برا لگا۔سوری۔۔۔۔یہ فساد کی جڑ ہے،اسے بھول جاؤ"

اس نے ڈبیہ کو انگوٹھی سمیت ڈسٹ بن میں اچھال دیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"دانیال چاول تو لو ناں۔لو"

ممی نے اسکی پلیٹ میں خود سے چاول ڈالے تھے۔

"بس ممی۔۔۔۔۔"

"چپ کرو۔مجھے پتہ ہے پرسوں سے تم نے کچھ نہیں کھایا ڈھنگ سے۔جیل میں بھی بھلا کوئی کھاتا ہے"

تبھی اسکا فون بجا تھا۔

"لیلی کالنگ"

اس نے اچھنبے سے دیکھا تھا۔

"دانیال۔۔۔۔۔۔مجھے تمہاری مدد چاہیئے۔۔۔۔پلیز ابھی۔۔۔۔"

وہ کھانا چھوڑ کے اٹھ کھڑا ہوا تھا۔سب نے اسے حیرت سے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|

"مجھے جانا ہو گا"

"ہوا کیا ہے؟؟؟؟"

وہ بنا بتائے باہر نکل آیا تھا۔گاڑی دوڑاتا ہوا وہ وہاں پہنچا تھا۔گاڑی وہیں ایک طرف کھڑی کر کے وہ باہر نکلنے کو تھا جب اسکی نظر اس لفافے پہ پڑی تھی۔کچھ سوچ کے اس نے وہ اٹھا لیا تھا۔۔۔۔

اگرچہ کسی بات پر

وہ خفا ہیں

تو اچھا یہی ہے

تم اپنی سی کر لو

وہ مانیں نا مانیں

یہ مرضی ہے انکی

مگر انکو پُرنم منا کر تو دیکھو۔۔۔۔۔۔!!!!!

گھر کا دروازہ کھلا ہوا تھا۔اس نے پہلے سوچا کہ دستک دے لیکن پھر سوچا جانے وہ کس مصیبت میں ہو گی تو سیدھا اندر آ گیا تھا۔

وہ اسے وہیں مل گئی تھی۔

برآمدے کی سیڑھی پہ ستون کے پاس بیٹھی ہوئی۔سر جھکائے۔وحشت زدہ سی۔

زمین تک لٹکتا ڈوپٹہ اور الجھے بال۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس دیکھاتو وہ نظریں ویسی نہیں تھیں جیسی ہمیشہ ہوتی تھیں۔

خفاخفا۔۔۔یا نخوت بھری۔۔۔اس سے چِڑی ہوئیں۔۔۔۔

نہیں وہ اب ایسی نہیں تھیں۔

وہ بس آنکھیں تھی۔۔۔۔

بے بس سی۔۔۔۔ سہمی ہوئیں۔۔۔پریشان۔۔۔۔۔

اورہاں مان سے بھری ہوئیں کہ وہ سب ٹھیک کر دے گا۔۔۔۔

وہ اسے دیکھتارہ گیا تھا۔

"کون؟؟؟؟؟"

اس نے بمشکل سوال کیا تھا۔

"مرِسل خواجہ"

وہ اسکے پیچھے منتیں کرتا،اس سے معافیاں مانگتا،اسے مناتاہوا اسکے گھر تک گیا تھا۔وہ کم

از کم ساری دنیا میں وہ واحد انسان تھی جسے وہ ناراض نہیں کر سکتا تھا۔پہلے تو سمجھ ہی نہیں سکا کہ وہ ناراض کس بات پہ ہوئی تھی۔اسکے پرپوز کرنے پہ؟؟؟؟؟

"تم نے مجھے سب جیسا سمجھ رکھا ہے کہ روپے پیسے سونے چاندی کو دیکھ کر ریجھ جاؤں گی؟؟؟؟ تمہیں بھی میں ایک مادہ پرست لگتی ہوں؟؟؟؟"

"سوری"

"تمہیں لگا کہ ایسے اچھے بن کر نکاح کی بات کرو گے تو میں چاپ چاپ مرعوب ہو جاؤں گی اور تمہارے سامنے جھک جاؤں گی؟؟؟؟؟"

"معاف کردو پلیز۔۔۔۔۔"

"تم بھی سب مردوں کی طرح ہو۔بس لڑکی پٹانا مقصد ہوتا ہے۔وہ اچھے بن کر پٹاؤ یا برے بن کر اس سے فرق نہیں پڑتا"

"معافی مانگ تو رہا ہوں"

"کس کس بات پہ معاف کروں؟؟؟؟"

"ہر ہر بات پہ۔جو جو بات تمہیں بری لگی،جو جو حرکت،سب معاف کردو۔بس یوں

مت جاؤ۔ پلیز۔۔۔۔"

"چلے جاؤ دانیال مرتضیٰ"

"پلیز معاف کردو"

"میں نے کہا جاؤ۔"

"اچھا چلا جاؤں گا۔پہلے ایک بار کہو مجھے معاف کر دیا ہے"

وہ چپ رہی تھی

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مینا کی آنکھیں کھل گئی تھیں

"ہیرے کی انگوٹھی؟؟؟؟"

اس نے کندھے اچکا دیئے

"میری بلا سے۔۔۔۔"

"اس نے تجھے پرپوز کیا اور تو نے پرپوزل اسکے منہ پر دے مارا؟؟؟"

"ہاں تو؟؟؟"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

"تو بیوقوف نہیں لیلٰی بلکہ ایک ناشکری لڑکی ہے"

وہ خاموشی سے کھانا کھاتی رہی تھی۔

"تو وہی ہے ناں جو ایک ایک روپے کے لیئے ٹکے ٹکے کے لوگوں کے سامنے ناچتی تھی؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں میں وہی ہوں۔ میں وہی ہوں مینا اور وہ ان ہی ٹکے ٹکے کے لوگوں میں سے ایک ہے۔ اسکے لیئے بھی میں بس دل بہلانے کا ایک ذریعہ ہوں۔ وہ رقص ہو یا پرپوزل، وہ دل ہی بہلا رہا ہے"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا

"نہیں۔ بات یہ نہیں ہے۔ بات یہ ہے کہ تو اس سے بدلہ لے رہی ہے۔ ان سب مردوں کا جن جیسا تو اسے سمجھتی ہے۔ تجھے اس جیسا کوئی ملا نہیں ہے تو تجھے پتہ ہی نہیں ہے کہ اس جیسوں سے کیسے ڈیل کرنا ہے۔ تو اسے ذلیل کر رہی ہے تو اپنے تیئں اس

تذلیل کابدلہ لے رہی ہے جو اسکی سوسائٹی اور اسکی جنس تیری کر چکے ہیں۔تو اس سے ترلے منتیں کروتای ہے،اپنے سامنے اسکی ناک رگڑواتی ہے،خوش ہوتی ہے؟؟؟؟

"

"بکواس نا کر"

"بکواس کر رہی ہوں یا سچ بول رہی ہوں؟؟؟؟"

وہ چپ رہ گئی تھی

"اچھا بس ایک بات بتا۔اپنے دل پہ ہاتھ رکھ کر،وہ تجھے سچ میں سچا نہیں لگتا ہے؟؟؟؟؟؟"

"واپس آگئی ہوں تو یہ مت سمجھنا کہ تمہیں سچائی کی کوئی مورت سمجھتی ہوں۔"

اس دن اسے آفس میں دیکھ کر وہ اتنا بے تحاشا خوش تھا جیسے مانو ساری دنیا پا گیا ہو۔

"تم بس ایک مرد ہو۔سب مردوں جیسے ایک"

وہ اثبات میں سر ہلا گیا۔

اس دن انکی پراڈکٹ کی مارکیٹنگ کے لئیے شوٹ تھی۔

ماڈلز۔۔۔کیمرہ مین۔۔۔ڈائریکٹر۔۔۔۔وہ سب آئے ہوئے تھے۔وہ دلچسپی سے سب کچھ دیکھتی پھر رہی تھی۔ساری شوٹنگ کے دوران وہ وہیں رہی تھی۔اپنا ایٹی ٹیوڈ اور وہ سارا تنتنا بھلائے اس سب میں مگن رہی تھی۔

"تمہیں یہ دنیا پسند ہے؟؟؟؟"

اس شام بیک اپ کے بعد اس نے لیلٰی سے پوچھا تھا۔وہ دونوں ساتھ ساتھ باہر نکلے تھے۔

"پسند؟یہ دنیا تو میری دنیا ہے۔میرا خواب ہے۔"

وہ پرجوش سے کہتی چلی گئی تھی۔

"میں سب کچھ چھوڑ چھاڑ ہیروئن بننے ہی تو آئی تھی یہاں جو قسمت نے ایک سیکریٹری بنادیا۔یہ شوبزنس،انڈسٹری،فلم،یہ سب تو میری ہمیشہ کی خواہش ہے"

وہ خاموشی سے سنتا رہا تھا۔

"تو ٹرائے نہیں کیا؟؟؟؟"

"تمہیں کیا لگتا ہے وہ سب میرے لیئے بانہیں پھیلائے کھڑے تھے؟؟؟اچھا بتاؤ تمہیں کیا لگتا ہے میں کتنی بار ریجیکٹ ہوئی ہوں؟؟؟؟؟"

وہ اس سے پوچھ رہی تھی۔

"یہ تو نہیں پتہ اور مجھے جاننا بھی نہیں ہے۔مجھے یہ پتہ ہے کہ خواب پورے ضرور ہوتے ہیں۔ کبھی نا کبھی، کہیں نا کہیں"

وہ طنزیہ ہنسی

"کبھی نا کبھی۔۔۔۔۔۔ہونہہ۔۔۔کب جب پچاس کی ہو جاؤں گی؟؟؟؟؟؟؟"

دانیال نے نفی میں گردن ہلائی تھی۔

صفوان رائے ملک کے چند گنے چنے ڈائریکٹرز میں سے ایک تھا۔اسکے کریڈٹ پہ جتنی بھی فلمیں تھیں، وہ سب ہِٹ تھیں۔اسکا کام سب سے الگ ہوتا تھا۔اسکی ہر تخلیق خوبصورت ہوتی تھی۔

"میں پروڈیوس کروں گا۔جتنا پیسہ لگے گا میں لگاؤں گا۔جو کرنا چاہیں، جیسا بھی بنانا

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

چاہیں، جہاں بھی شوٹ کرنا چاہیں اپکی مرضی ہے۔بس میری ایک شرط ہے۔ہیروئن میں بتاؤں گا"

لیلیٰ کو اس نے بتایا تو وہ بہت دیر تک شاک سے نہیں نکلی تھی۔

"صفوان رائے؟؟؟؟؟.وہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔وہ تو۔۔۔۔۔۔۔"

وہ بس مسکراتا رہا تھا۔

"وہ سچ میں مجھے کاسٹ کرے گا؟؟؟آڈیشنز ہوں گے؟؟؟؟میں ریجیکٹ ہو گئی تو ؟؟؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"وہ گھامڑ نہیں ہے کہ تمہیں ریجیکٹ کرے گا۔تم بس ہیروئن بننے کی تیاریاں کرو"

وہ خوش ہو گئی تھی۔

ہیرو صفوان نے خود چنا تھا۔

"مرسل خواجہ"

"اس نے وہ ویڈیو پتہ نہیں کب بنائی دانیال۔مجھے نہیں پتہ۔میں تو بس۔۔۔۔۔۔۔۔"

وہ مسلسل رو رہی تھی۔وہ غصے سے مٹھیاں بھینچ کر کھڑا تھا

"وہ مجھے بہت دنوں سے بلیک میل کر رہا ہے۔پہلے تو میں نے اگنور کیا۔میں نے سوچا وہ بلاوجہ مجھے دھمکا رہا ہے۔لیکن آج وہ گھر تک آ گیا۔وہ ویڈیو۔۔۔۔وہ واقعی میں ہے دانیال۔وہ مجھے برباد کر دے گا۔وہ۔۔۔۔۔۔"

"ایسا کچھ نہیں ہو گا"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ اسے دیکھ کر بولا تھا۔

"اگر اس نے وہ ویڈیو کسی کو۔۔۔۔"

"میں کہہ رہا ہوں ناں کہ ایسا کچھ نہیں ہو گا۔وہ کچھ نہیں کر سکتا۔۔۔۔۔"

"وہ کہتا ہے مجھے دس کروڑ روپے چاہیئے ہیں۔میں اتنی بڑی رقم کہاں سے لاؤں گی دانیال۔اس نے دھمکی دی ہے کہ وہ میری ویڈیو میرے گھر والوں کو بھی بھیج دے گا۔انٹرنیٹ پہ ڈالنا کونسا مشکل ہے۔میں۔۔۔۔۔میں"

"اٹھو۔۔۔۔۔"

وہ ایک دم سے بولا تھا۔

"میں نے کہا اٹھو۔۔۔۔"

"کیاہوا؟؟؟؟؟؟؟"

وہ حیرت سے اسے دیکھ رہی تھی۔

"میں کہہ رہاہوں ناکہ اٹھواور میرے ساتھ چلو۔"

"لیکن کہاں؟؟؟؟؟؟"

دانیال نے اسے بغور دیکھا تھا۔

"بھروسہ رکھو۔میں ہوں تمہارے ساتھ۔میں سب ٹھیک کر دوں گا۔مجھ پہ اعتبار ہے ناں؟؟؟؟؟"

"مجھے لگتاہے یہ سب خواب ہے دانیال۔میں جاگوں گی تو یہ سب ختم ہو جائے گا۔

پلکیں جھپکوں گی اور یہ سب نہیں ہو گا۔"

دانیال نے رسان سے اسے دیکھا تھا۔

"بھروسہ رکھو۔یہ کوئی خواب نہیں ہے بلکہ اس خواب کی حقیقت ہے جو تم دیکھتی آئی ہو۔دیکھو۔یہ سب کچھ یہاں ہے۔یہ سب تمہارے لئیے ہے۔یہ تمہارا آسمان ہے لیلیٰ۔اُڑو جہاں تک اڑنا چاہوں،جب تک اڑنا چاہو۔۔۔۔"

اس پہ بھروسہ کرنا تو چاہتی تھی لیکن کرنا نہیں چاہتی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

فلم کی شوٹنگ شروع ہو چکی تھی۔

سیٹ لگ چکا تھا۔سکرپٹ تیار تھا۔ڈیزائنرز۔۔۔کیمرہ مین۔۔۔سب اپنے اپنے کاموں میں لگے تھے۔وہ ایک نئی زندگی میں مصروف ہو چکی تھی۔اپنی من چاہی زندگی میں۔وہ جسے کل تک کوئی جانتا تک نہیں تھا،اب ایک اہم فلم میں مرکزی کردار ادا کرنیوالی تھی۔

"میں آپکا مشکور ہوں سر۔مجھے یہ چانس دینے کے لئیے بہت شکریہ"

اس دن وہ لیلیٰ سے ملنے سیٹ پہ آیا تو اسے مرسل خواجہ ملا تھا۔ تپاک سے اس سے ہاتھ ملاتا وہ کہہ رہا تھا۔ وہ انڈسٹری کو کوئی ایسا اہم نام نہیں تھا۔ اسکے کریڈٹ پہ کوئی ایسی فلمیں بھی نہیں تھیں۔ کم از کم اِس فلم سے تو چھوٹی ہی تھیں۔ وہ فلم اسکے کیریئر میں یقیناً ایک نیا سنگِ میل ثابت ہونیوالی تھی۔

"میرا کوئی کمال نہیں ہے۔ یہ تو صفوان کا فیصلہ تھا تمہیں کاسٹ کرنا تو اسے شکریہ بولو۔۔۔"

وہ زرارکا

"یا پھر میڈم کا کہ وہ تمہارے ساتھ کام کرنے کو تیار ہیں۔"

وہ مسکرادیا

"میڈم کے تو سر ہم غلام ہیں"

وہ اسے دیکھ کر ہنسا تھا۔ وہ بھی مسکرا رہی تھی۔ ان کے درمیان کچھ تو ایسا تھا کہ اسے چونک جانا چاہیئے تھا لیکن اسے وہ سب دکھائی نہیں دیا تھا۔ وہ یا تو بیوقوف تھا، یا پھر اسکی محبت سچ میں اندھی تھی۔

وہ مرِسل خواجہ جیسے مردوں سے واقف تھی۔

ان کی سرشت اسے اچھے سے سمجھ آتی تھی۔لڑکی کو دیکھ کر رال ٹپکاتے،انہیں جال میں پھنسانے کو ہر حیلہ کرتے،بلاوجہ کے ہنسی مذاق،بہانے بہانے سے کوششیں،کچھ بے باک جسارتیں،کچھ اشارے۔۔۔۔

وہ سمجھ رہی تھی کہ وہ گھاس ڈال رہا تھا۔وہ جال پھینک رہا تھا۔اسے پتہ تھا کہ وہ دانہ کھانے کو اترے گی تو قید کر لی جائے گی لیکن۔۔۔۔۔

لیکن وہ پھر بھی اتری تھی۔اسکے پاس دانوں کی کمی نہیں تھی لیکن پھر بھی وہ مرسل خواجہ کے پھینکے دانوں پہ اتری تھی۔

کیوں؟؟؟؟

مینا کہتی تھی کہ وہ ایک بیوقوف لڑکی تھی۔وہ کہتی تھی کہ وہ ناشکری لڑکی تھی۔دانیال مرتضیٰ اسکی ناشکری تھا۔مرِسل خواجہ اسکی بیوقوفی تھا۔

وہ اسے اپنی طرف کھینچتا رہا اور وہ کھنچتی رہی۔اور شائد یہی فرق تھا۔دانیال مرتضیٰ نے

اسے اپنی اور کھینچا ہی نہیں تھا۔وہ خود اسکی طرف کھنچتا رہا تھا۔وہ اسے سو کہہ کر خود نناوے کہتا رہا تھا۔اسے خود کو سو کہلوانا راس نہیں آیا تھا۔اسے وہ شخص راس آرہا تھا جو خود کو سو کہہ کر اسے زیرہ بنا رہا تھا۔

"یہ دانیال کا کیا چکر ہے تمہارے ساتھ؟؟؟؟اسکے بہت چکر لگتے ہیں سیٹ کے؟؟؟ "

اس دن وہ اسکے ساتھ گھر تک آئی تھی جب راستے میں اس نے پوچھا تھا۔

"سیٹ پہ بھی لوگ باتیں کرتے ہیں لیلی۔وہ بوائے فرینڈ ہے کیا تمہارا جو تمہارے لئیے اتنا پوزیسسو ہے؟؟؟ایسا بھی کیا۔۔۔۔"

وہ چپ رہ گئی

"وہ کون ہوتا ہے ہر چیز میں انٹرفئیر کرنے والا۔آفٹر آل اسے فلم اور اس انڈسٹری کے بارے میں پتہ ہی کیا ہے۔۔۔۔"

وہ دانہ کھاتی رہی تھی۔جال اسکے پاؤں میں الجھتا رہا تھا۔

اگلے دن اسکی برتھ ڈے تھی۔

"ہیپی برتھ ڈے مرسل"

"ایسے نہیں۔مجھے گفٹ چاہئیے اور تمہاری طرف سے ٹریٹ بھی"

"کیوں بھئی۔سالگرہ تمہاری ہے تم دو"

"میں تو ہیرو ہوں ناں"

وہ ایک ادا سے بولا تھا۔

تو وہ اس کو ہیرو مان چکی تھی۔وہ اسکے پیچھے پیچھے اسکے اپارٹمنٹ تک پہنچ گئی تھی۔اسکی بیڈروم تک۔اور شائد وہیں سے کسی کسی ویڈیو کی صورت میں اسکے فون تک۔

اگلے دن وہ اسے دیکھ کر مسکراتی رہی تھی۔وہ بھی شرارت سے اسے دیکھتا رہا تھا۔اسے اشارے کرتا رہا تھا۔وہ محظوظ ہوتی رہی۔شرماتی رہی تھی۔

چلو میرے ساتھ۔۔۔۔۔"

اسکو کلائی سے پکڑ کے اٹھایا اور اپنے ساتھ باہر تک لایا تھا۔وہ حیران سی اسکے پیچھے پیچھے گاڑی تک آئی تھی۔آس پڑوس کے لوگوں نے اچھنبے سے دیکھا تھا،چہ مگوئیاں بھی کی تھیں۔وہ سب سرگوشیاں اس نے سنی تھیں لیکن اسے پرواہ نہیں تھی۔اسے جسکی پرواہ تھی وہ اسکے ساتھ،اسکے برابر میں سیٹ پہ بیٹھی تھی۔

سفر شروع ہوا۔وہ خاموشی سے سامنے دیکھتا ڈرائیو کرتا رہا تھا۔وہ بس کن انکھیوں سے اسے دیکھتی رہی تھی۔یہاں تک کہ گاڑی رک گئی۔اس نے چونک کر دیکھا تھا۔وہ مرسل کے اپارٹمنٹ والی بلڈنگ تھی۔اب اس نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔

"مجھ پہ بھروسہ رکھنا"

وہ اسکو لیئے لیئے اسکے دروازے تک آیا تھا۔دروازہ مرسل نے ہی کھولا تھا۔اسے سامنے کھڑا دیکھ کر وہ چونک اٹھا تھا۔

"تت۔۔۔۔۔۔تم"

دانیال نے اسے دھکا دیا تھا۔وہ کئی قدم پیچھے کو ہٹا تھا۔

"ہاں میں۔جانتے ہوناں مجھے؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"ہاں جانتا ہوں"

اس نے نفرت سے دانیال کو دیکھا تھا

"تم ریپسٹ ہو۔ یہ وہی ہے ناں تمہارے ساتھ جو سارے میڈیا پہ تمہاری دھجیاں بکھیرتی پھر رہی ہے؟؟؟؟"

"ہاں"

وہ پر سکون لہجے میں بولا تھا۔

"یہ وہ ہے جس نے مجھے جیل میں بھجوایا۔ یہ وہ ہے جسکی وجہ سے سارے شہر نے میرا اشہ دیکھا۔ یہ وہی لڑکی ہے جسکے بقول میں ایک ریپسٹ ہوں۔ یہ وہی لڑکی ہے جسکے بقول میں درندہ ہوں لیکن۔۔۔۔۔۔"

وہ زرا رکا

"میں کیا ہوں کیا نہیں، یہ کیا کہتی ہے کیا نہیں، یہ میری اور اسکی بات ہے۔ تم کون ہوتے ہو درمیان میں آنے والے؟؟؟؟"

وہ طنزیہ ہنسا تھا

"اسی سے پوچھونا کہ میں کون ہوں؟؟؟؟"

"تم سے کیوں نا پوچھوں؟؟؟؟؟"

اس نے سینے پہ بازو لپیٹے تھے۔وہ اڑے دیکھتا رہ گیا تھا۔

"اچھا۔۔۔میں جو بھی ہوں۔تم کون ہو اس کی اتنی پرواہ کرنے والے؟؟؟؟کوئی تماش بین؟؟؟کوئی گھٹیا عاشق؟؟؟؟کوئی سڑک چھاپ لوفر؟؟؟؟ایک سٹاکر؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

دانیال مرتضیٰ دھیمے سے ہنسا اور دو قدم آگے بڑھا تھا۔

"میں۔۔۔میں دانیال مرتضیٰ ہوں۔۔۔۔اسکا شوہر۔۔۔۔۔"

اس نے جیب سے وہ لفافہ نکال کے اسکے منہ پہ مارا تھا۔

وفاؤں کی ہم سے

توقع نہیں ہے

مگر ایک بار

آزما کر تو دیکھو

زمانے کو اپنا

بنا کر تو دیکھا

ہمیں بھی تم اپنا

بنا کر تو دیکھو۔۔۔۔۔۔۔!!!!!

مرِسل خواجہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا اور پھر اس سے کچھ قدم دور کھڑی لیلیٰ کو۔وہ نظریں جھکا گئی تھی۔اس نے جھک کر وہ لفافہ اٹھایا اور اس میں سے وہ کاغذات نکالے۔

وہ نکاح نامہ تھا۔

وہ واقعی میں سچ کہہ رہا تھا۔

اس نے نظریں اٹھا کر دانیال کو دیکھا۔وہ خون آشام نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ ہولے سے ہنسا اور پھر ہنستا چلا گیا تھا۔دیر تک۔۔۔۔

دانیال نے اسے ناگواری سے دیکھا تھا۔

"پاگل ہوگئے ہو؟؟؟؟ہوش میں تو ہو؟؟؟ سمجھ میں آیا ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟؟؟؟"

وہ ہنستا رہا تھا۔اسکی آنکھیں پانی سے بھرنے لگی تھیں۔

"اوہ۔۔۔۔۔سوری۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔۔۔مجھے تو۔۔۔۔۔۔"

اس نے آنکھیں رگڑیں، بمشکل ہنسی روکی اور اسے دیکھا تھا۔

"قسمت کا چھپڑ پھاڑ کے دینا سنا ہے کبھی تم نے؟؟؟"

دانیال اسکی بات کا مطلب سمجھ نہیں پایا تھا۔

"ایک بدنام زمانہ ڈانسر تو اپنی عزت پہ روپیٹ کے چپ ہو جاتی، اسکی ایک آدھ ویڈیو لیک بھی ہو جاتی تو شائد اسے فرق ناپڑتا لیکن ایک مشہور، ارب پتی معزز انسان کی بیوی کی ویڈیو کا لیک ہونا۔۔۔۔۔۔۔۔چہ چہ چہ۔۔۔۔۔۔۔۔۔"

دانیال کی کنپٹیوں پر رگیں تن گئی تھیں۔

"میں نے تو تمھیں بہت غلط آنکا لیلی ڈارلنگ۔ تم تو سونے کی مرغی

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

نکلیں۔۔۔۔۔۔۔"

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"وہ ہمارے لئیے کسی سونے کے انڈے دینے والی مرغی کی طرح ہے مرسل"

اس دن صفوان نے اس سے کہا تھا۔

"دانیال مرتضیٰ جب تک اس پہ لٹو ہے، تب تک ہی یہ فلم ہے۔اسکا ہاتھ لیلیٰ کے سر سے اٹھ گیا تو یہ فلم کھٹائی میں پڑ جائے گی۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ رسان سے کہہ رہا تھا

"اسے دانیال سے متنفر مت کرو۔اسکے ساتھ وقت گزارو، اٹھو بیٹھو، بیڈروم میں جو مرضی کرو مجھے پرواہ نہیں لیکن اسے دانیال کی پرواہ ہونی چاہئیے۔وہ آنکھیں بند کر کے خرچ رہا ہے۔اسکی آنکھیں کھلنی نہیں چاہئیے ہیں"

اس نے سمجھنے کے سے انداز میں سر ہلا دیا تھا۔

سمجھ تو وہ اسی دن گیا تھا جب کسی بات پہ اس نے دانیال کو کان پکڑے اسے سوری کرتے دیکھا تھا۔وہ امیر زادہ، وہ ارب پتی بزنس مین اس لڑکی کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن چکا

تھا۔

وہ ان سب کے ہاتھوں بھی کٹھ پتلی بنا رہے گا، یہ ان سب کا بس وہم تھا۔ وہ محبت میں بیوقوف تھا، دنیاداری میں وہ ان سب کا باپ تھا۔

انعم احسان اس فلم کی سیکنڈ لیڈ ہیروئن تھی۔

اسکا رول لیلی کے مقابلے میں چھوٹا اور اتنا متاثر کن نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ ایک اہم حصہ تھی۔ وہ اس سے پہلے کئی مشہور ڈرامے اور دو فلمیں بھی کر چکی تھی۔ خوش شکل، خوش مزاج اور ڈیسنٹ سی وہ لڑکی ہر کسی کا دل جیت لیا کرتا تھی۔

اس دن دانیال مرتضیٰ جب سیٹ پہ پہنچا تو لیلٰی کا شوٹ چل رہا تھا۔ وہ وہیں انتظار میں بیٹھ گیا جب اسے کمپنی دینے کو انعم وہاں آ بیٹھی تھی۔

یونہی معمول کی باتیں۔۔۔۔ چھوٹی چھوٹی باتیں۔۔۔۔ ہنسی۔۔۔۔ مذاق۔۔۔۔ چائے۔۔۔۔۔

اسے اپنا سین کرنا دوبھر ہو گیا تھا۔ وہ کئی بار لائنز بھولی تھی۔ دھیان بھٹک بھٹک کر ان

دونوں کے پاس ہی منڈلاتا رہا تھا۔وہ جو دلچسپی سے اسکی سن رہا تھااور وہ جو کھلکھلاتی ہوئی جانے کیا کیا قصے چھیڑے ہوئے تھی۔

"لیلٰی دھیان کہاں ہے؟؟؟؟"

صفوان نے دوبار ٹوکااور تیسری بات ڈانٹ دیا تھا۔

"مجھے بریک چاہئیے"

وہ ڈریسنگ روم میں آگئی۔کھڑکی سے وہ دونوں صاف نظر آرہے تھے۔وہیں کھڑے کھڑے اس نے اپنا موازنہ اس لڑکی سے کیا تھا۔

وہ یقیناًاس سے زیادہ خوبصورت تھی۔اس سے زیادہ اچھے گھرانے سے،انڈسٹری میں اس سے اوپر،اچھا خاندان۔وہ اس سے کئی درجے نیچے تھی۔اس نے اپنا موازنہ وہاں موجود ہر لڑکی سے کیا تھا۔اس لمحے اس نے جانا کہ وہ ہے کیا۔۔۔۔۔

اسکا کوئی خاندان نہیں تھا۔کچھ آگا پیچھا بھی نہیں تھا۔شکل صورت بھی کوئی حورپریوں جیسی نہیں تھی۔وہ اگر وہاں تھی،وہ اگر کچھ تھی تو اس شخص کی بدولت تھی۔وہ اس شخص کی بے پناہ محبت کا صدقہ تھا جو وہ کھا رہی تھی۔وہ شخص نا ہوتا تو وہ کہاں ہوتی

؟؟؟؟؟؟؟؟

اسے پتہ تھا وہ کہاں ہوتی۔۔۔۔۔۔

"مجھے تم سے شادی کرنی ہے"

دانیال کے پیر بریک پہ جا پڑے تھے۔گاڑی عین سڑک کے بیچوں بیچ رک گئی تھی۔

اس نے بے یقینی سے گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا۔وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

گاڑی کے پیچھے سڑک پہ ٹریفک رک چکی تھی۔گاڑیوں والے شور مچا رہے تھے۔

"کیا کہا تم نے؟؟؟؟؟؟؟؟"

"تم نے سن لیا ہے"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا

"یہ کوئی مذاق ہے؟؟؟؟؟؟"

لیلی نے برا سا منہ بنایا تھا۔

"مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا"

وہ کانسٹیبل اسکی طرف ہی آرہا تھا۔وہ چالان اسکی زندگی کا پہلا چالان تھا اور ایسے چالان وہ ہر لمحہ کٹوا سکتا تھا۔

وہ کورٹ سے اسکے ساتھ باہر نکلی تو اسے ادراک ہوا کہ وہ کیا کر چکی تھی۔اس ایک لمحے میں خود کو کمزور جان کر مضبوط ہونے کی سعی میں وہ اس شخص کا طوق ہمیشہ کے لیئے اپنے گلے میں ڈال چکی تھی۔

وہ جو اسکا ہاتھ تھامے، مسکراتا ہوا، خوشی میں سرشار کورٹ سے نکلا تھا۔

"تم نے اسے جتوا دیا۔وہ تمہیں جیت گیا لیلٰی۔یہ تم نے کیا کر ڈالا۔"

وہ نجانے کیا کیا کہہ رہا تھا۔وہ کچھ بھی سن نہیں پا رہی تھی۔وہ اپنے دل کی سن رہی تھی جو خوش نہیں تھا۔وہ ابھی اسکا نہیں ہونا چاہتا تھا۔

"میں چاہتی ہوں ابھی تم اس نکاح کو راز ہی رکھو۔"

اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی اس سے کہا تھا۔

" صحیح وقت آنے تک۔۔۔یا کم از کم جب تک میں کہوں تب تک۔۔۔۔۔"

وہ زرا کی زرا چپ رہ گیا تھا۔ایک لمحے کو اسکی مسکراہٹ بھی سمٹی تھی۔اس نے وہ لفافہ وہیں ڈیش بورڈ پہ ڈال دیا تھا۔

"یہ صحیح وقت نہیں ہے؟؟؟؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا

"میں نہیں چاہتی کہ لوگ مجھے یہ کہیں کہ میں نے تمہیں استعمال کیا ہے۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا پھر ہولے سے اثبات میں سر ہلا دیا

"مجھے منظور ہے"

وہ لمبی سانس بھر کر رہ گئی تھی۔

دانیال نے اسکی ناک پہ پوری قوت سے مکا مارا تھا۔وہ لڑکھڑا کے کئی قدم پیچھے ہٹا تھا۔وہ غصے میں آگے بڑھا اور جنونی انداز سے اسکے منہ پہ مکے برساتا چلا گیا تھا۔مرسل کی ناک سے خون کا فوارا بہہ نکلا تھا۔لمحوں میں اسکی شرٹ اور ہاتھ خون سے لال ہوتے چلے

گ ئے تھے۔

"مجھے کمزور مت سمجھنا۔مجھے بیوقوف مت سمجھنا۔یہ مت سمجھنا کہ میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔پچھلی بار جیل گیا تھا تو اپنی مرضی سے،وہاں رہا تو اپنی مرضی سے، باہر آیا تو اپنی مرضی سے۔۔۔۔تمہارا قتل بھی سارے شہر کے سامنے کر دوں،تب بھی کوئی مجھے ہاتھ نہیں لگا سکے گا،مجھے مجرم نہیں کہہ سکے گا"

اس نے نفرت سے اسے فرش پہ پٹخ دیا تھا۔وہ فرش پہ پڑا ہانپ رہا تھا۔

"میرے اندر کا درندہ محبت نے مار دیا ہے تو اسے مردہ ہی رہنے دو۔اس نے اب کے زندگی کی انگڑائی بھر لی تو تم جیسوں کو قبر میں ہی پناہ ملے گی۔یاد رکھنا"

دانیال نے نفرت سے کہہ کر اسے ٹھڈا رسید کیا تھا۔

"یہ لڑکی دانیال مرتضیٰ کی بیوی ہے۔اسکی طرف کسی نے میلی نظر بھی اٹھائی اور وہ پھر وہ اندھا نا ہوا تو سمجھنا قیامت آ چکی ہے"

وہ چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کرتا واپسی کے لیئے پلٹا تھا۔وہ دم بخود سی کھڑی فرش پہ دور تک بہتے خون کو دیکھ رہی تھی۔

دانیال مرتضیٰ کا یہ روپ اس نے زندگی میں پہلی بار نہیں دیکھا تھا۔

دانیال نے وہ سارے کاغذات اسکے سامنے کیئیے تھے۔

"یہ سب کیا ہے؟؟؟؟"

لیلٰی نے نا سمجھنے کے سے انداز میں وہ سب دیکھا تھا۔

"صفوان گھپلے کر رہا ہے۔اور چھوٹے موٹے نہیں کروڑوں کے گھپلے۔بجٹ کے نام پہ وہ ہر دوسرے دن پیسے اینٹھ رہا ہے اور وہ سب اسکے اپنے اکاؤنٹ میں جا رہا ہے"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"اسے لگتا ہے وہ مجھے کھاتا رہے گا اور مجھے کچھ پتہ نہیں چلے گا۔اسے شائدا بھی پتہ نہیں ہے میرا"

لیلٰی نے پریشانی سے وہ سب دیکھا

"تو اب فلم کا کیا ہو گا؟؟؟"

"بھاڑ میں گئی فلم"

وہ دھک سے رہ گئی تھی۔

"دانیال؟؟؟؟؟تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو؟؟؟؟؟"

وہ بے یقینی سے کہہ رہی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے یہ مجھے کتنی عزیز ہے۔یہ فلم میرے خوابوں کی تعبیر ہے۔تم یوں ایک دم سب کیسے ختم کر سکتے ہو؟؟؟؟؟"

دانیال نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما تھا

"وہ دھوکے باز ہے لیلیٰ۔وہ تمہیں یا اس سب کو ڈیزرو نہیں کرتا۔وہ یہ فلم ڈیزرو نہیں کرتا"

"اور میں؟؟؟؟میں کیا ڈیزرو کرتی ہوں؟؟؟؟"

وہ اسے تند نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میری محنت کا کیا؟؟؟؟وہ تمہیں دھوکہ دے رہا ہے تو اسکی سزا سب بھگتیں گے؟؟؟؟"

"تو کیا کروں؟؟؟؟"

وہ یکدم زور سے بولا تھا۔

"اسے اسکی کرنے دوں؟؟؟؟وہ جو جی میں آئے کرے؟؟؟؟اس پہ لوٹا دوں وہ سب جو میری کمائی ہے؟؟؟"

وہ ذرا رکا تھا۔

"تم جانتی ہو وہ اور مرسل تمہارے بارے میں کیا کیا باتیں کرتے ہیں؟؟؟؟وہ تمہیں اور مجھے لیکر کیا کیا باتیں کرتے ہیں؟؟؟تمہیں کیا لگتا ہے میں نے آنکھوں کے ساتھ کان بھی بند کر رکھے ہیں؟؟؟؟؟؟نہیں لیلیٰ۔۔۔۔تمہیں سو خون معاف ہیں لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ ساری دنیا کو مجھ پہ وار کرنے کی اجازت ہے۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

اس نے صفوان پہ جعل سازی کا مقدمہ کروا دیا تھا۔وہ جیل میں تھا۔اسکے اثاثے ضبط ہو چکے تھے۔فلم کے نام پہ اب تک وہ بارہ کروڑ کا گھپلا کر چکا تھا۔

فلم کا کام بند ہو چکا تھا۔سیٹ اجڑ چکا تھا۔اور وہ واپس زمین پہ آچکی تھی۔ابھی چند دنوں پہلے تک وہ کتنی پرجوش تھی کہ جلد بڑی سکرین پہ جلوہ گر ہونے والی تھی اور اب یکدم وہ کہیں کی بھی نہیں رہی تھی۔وہ جس سیڑھی پہ چڑھتی آسمان کی طرف جارہی تھی، وہ کاٹ دی گئی تھی۔

"تم فکر مند مت ہو۔اور بہت اچھے ڈائریکٹر ہیں۔میں بات کروں گا۔میں جلد تمہارے لیئے ایک اچھی فلم بنواؤں گا۔تم۔۔۔۔۔"

"تم دفع ہو جاؤ دانیال اور کبھی دوبارہ اپنی شکل مت دکھانا۔مجھے تمہاری یا تمہاری فلم کی ضرورت نہیں ہے۔"

اب کی بار وہ ناراض نہیں ہوئی تھی۔وہ اس پہ غصہ تھی۔اور غصہ ناراضگی سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔۔

وہ کئی دن تک آفس نہیں گئی تھی۔اسکی کوئی کال نہیں سنی تھی۔وہ کئی بار گھر تک آیا تھا لیکن اس نے دروازہ ہی نہیں کھولا تھا۔اسے وہ شخص زہر سے بھی زیادہ برا لگ رہا تھا۔

ایک پل میں وہ اسکے خوابوں کو چکنا چور کر چکا تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم دانیال مرتضیٰ۔ لعنت ہے تم۔ تم وہی ہو، وہی عام سے مرد جو کسی سے دشمنی میں اپنی عورت تک داؤ پہ لگا دیتا ہے۔ تم نے بھی وہی کیا ہے۔ تم بھی وہی ہو۔ وہی ایک عام مرد۔۔۔۔۔"

دانیال سے اسکی بے رخی بہت سارے لوگوں کی نظروں نے بھانپ لی تھی۔ ان میں سے ایک سلطان تھا۔

"بڑا برا کیا دانیال نے آپ کے ساتھ۔ ایسے کوئی کرتا ہے بھلا۔ اچھی خاصی آپ ہیروئن بننے والی تھیں۔ چہ چہ۔۔۔۔۔ بڑا افسوس ہوا مجھے سن کر"

وہ بزنس مین تھا۔ دانیال جتنا اسکا قد تھا اور نا ہی پہنچ لیکن وہ اسکی کمزوری بھانپ گیا تھا۔ وہ جان گیا تھا کہ اس شخص کو منہ کے بل کیسے گرانا ہے۔ وہ گھاگ آدمی تھا۔

"لیکن اسکا تو کوئی نقصان نہیں ہوا۔ وہ تو وہیں کا وہیں ہے۔ روپیہ پیسہ، گھر بار، آگے پیچھے نوکر چاکر۔ اسکا کچھ نہیں بگڑا۔"

وہ زرار کا تھا۔

"کچھ ایسا کریں کہ اسے بھی تو تکلیف ہو۔اسے بھی فرق پڑے لیلیٰ جی۔کچھ ایسا کہ اسے پتہ تو چلے کہ اس نے اچھا نہیں کیا۔۔۔۔۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔

وہ گاڑی میں اسکے برابر والی سیٹ پہ بیٹھی تھی۔خاموش سی، سر جھکائے ہوئے۔۔۔وہ خون سے آلودہ ہاتھوں کو بے بسی سے مسلتا جارہا تھا۔

"ایک بات بتاؤ گی؟؟؟؟؟"

وہ ہولے سے بولا تھا۔لیلیٰ نے سر نہیں اٹھایا تھا۔وہ کچھ بھی نہیں بولی تھی۔

"تمہیں اس دن مجھ پہ ترس نہیں آیا تھا؟؟؟؟؟؟؟"

دانیال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔وہ تو اسے دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔ایک آنسو اسکی پلکوں کی باڑ پار کر کے اسکے گال پہ بہہ نکلا تھا۔

جو الفت میں ہر اک

ستم ہے گوارا

یہ سب کچھ ہے پاسِ وفا

تم سے ورنہ

ستاتے ہو دن رات

جس طرح مجھ کو

کسی غیر کو

یوں ستا کر تو دیکھو۔۔۔۔۔۔۔!!!!

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ بہت دنوں بعد اسکے آفس میں آئی تھی۔ وہ اسے دیکھ کر یوں کھل اِٹھا تھا جیسے کوئی بچہ اپنی من پسند شے دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے۔ اس نے خود سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ وہی نجانے کیا کیا کہتا رہا تھا۔ وہ خاموشی سے، سر جھکائے اپنے ڈیسک پہ بیٹھی کام کرتی رہی۔ وہ باتیں کرتا رہا۔ وہ فائلیں الٹ پلٹ کرتی رہی۔ سب نے دیکھا تھا کہ وہ باتیں کر رہا تھا اور وہ اگنور کر رہی تھی۔ وہ سب کو یہی تو دکھانا چاہتی تھی۔ وہ یہی تو چاہتی تھی کہ سب گواہ رہیں کہ دانیال مرتضیٰ اسکی طرف بڑھا تھا، وہ نہیں۔ وہ اسکے لئیے ہمکتا

تھا، وہ اسے بھاؤ تک نہیں دیتی تھی۔ وہ یہی باور کروانے تو آئی تھی۔

اسکے آفس میں جانے سے پہلے بھی اس نے باآواز بلند سب کو سنا کر کہا تھا۔

"جی سر میں آتی ہوں فائلز لیکر۔۔۔۔۔"

سب نے یہی دیکھا کہ دانیال نے اسے بلایا تھا اسی لیئے وہ اسکے آفس میں گئی تھی۔

کیا ہونیوالا تھا، یہ بس وہی جانتی تھی۔ اور وہ سب جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔ اسے اس شخص کو برباد کرنا تھا جس نے اس سے اسکے خواب کی تعبیر چھین لی تھی۔ وہ اسے آس دلا کر وہاں تک لایا تھا اور منزل سے زرا دور اسکا ہاتھ چھوڑ کر اسکی راہ گم کر دی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

سلطان سمجھا تھا کہ وہ یہ سب اڈ کے کہنے پہ کر رہی تھی۔ اسے لگا تھا وہ اس کے دیئے پیسوں کے لالچ میں آگئی تھی۔ وہ خوش تھا کہ وہ اسکی باتوں میں پھنس کر دانیال کو بدنام کرنے پہ راضی ہوئی تھی۔ وہ بیوقوف یہ نہیں سمجھا تھا کہ اسکے لیئے وہ پرسنل تھا۔

"تم ابھی تک مجھ سے ناراض ہو؟؟؟؟"

وہ اسکے سامنے بیٹھی تھی جب دانیال نے کہا تھا۔

"ہاں۔۔۔۔۔ہوں ناراض۔تم بتاؤ نہیں ہونا چاہیئے کیا؟؟؟؟؟"

"لیلٰی میں۔۔۔۔۔۔۔۔"

"بس"

اس نے اسے چپ کروادیا تھا۔

"میں تمہاری کوئی بات سننا نہیں چاہتی ہوں۔میں یہ سب بہت بار سن چکی ہوں"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"پھر تم کیوں آئی ہو؟؟؟؟؟؟؟"

وہ آگے کو ہوئی اور اسے بغور دیکھا تھا۔

"انتقام لینے کے لئیے۔۔۔۔۔۔۔"

اس نے اچھنبے سے اسے دیکھا تھا۔

"کیسا انتقام؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے جواب میں اپنی قمیض کو کندھے سے پکڑ کے جھٹکا دیا تھا۔باریک کپڑا دور تک

پھٹتا چلا گیا تھا۔دانیال شاکڈ رہ گیا تھا۔وہ اپنے بالوں میں لگا کیچر کھول چکی تھی۔

"تم کہتے ہو مجھ ڈے محبت کرتے ہو،اس محبت کے لئیے کیا کیا تم نے؟؟؟چند کروڑ روپے کے لئیے تم نے مجھ سے میرا خواب چھین لیا؟؟؟؟بس یہ محبت تھی تمہاری دانیال مرتضیٰ؟؟؟؟؟؟"

وہ اسے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔

"تت۔۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔۔"

وہ ڈوپٹہ وہیں فرش پہ پھینک کر باہر کو بھاگی تھی۔

"بچاؤ۔۔۔۔۔میری مدد کرو۔۔۔۔۔۔کوئی ہے۔۔۔۔۔اس شخص نے میری عزت۔۔۔۔۔۔کوئی ہے۔۔۔۔۔۔مدد کرو۔۔۔۔۔۔"

وہ بے یقینی سے وہ سب دیکھتا رہ گیا تھا۔

لوگوں کی نظریں۔۔۔۔وہ تجسس۔۔۔۔چہ مگوئیاں۔۔۔۔۔وہ نفرت بھرے جملے۔۔۔۔پولیس کے دوڑتے قدموں کی چاپ۔۔۔۔۔ہتھکڑی۔۔۔۔۔اور

وہ۔۔۔۔۔۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ دو آنکھیں۔۔۔۔۔

اسے دیکھتی ہوئیں۔۔۔۔

دور تک۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میرے آفس میں کیمرہ تھا۔آفس سے باہر جگہ جگہ کیمرے ہیں۔وہ سب آن تھے۔اس سب کی ریکارڈنگ تھی لیلی۔"

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ نکاح نامہ۔۔۔گواہ۔۔۔۔یہ سب میرے پاس تھا۔تمہیں ڈر نہیں لگا کہ تم جھوٹی پڑ جاؤ گی؟؟؟؟؟؟"

وہ ویسے ہی سر جھکائے ہوئے تھی۔

"بتاؤ؟؟؟؟ تمہیں ایک لمحے کو بھی نہیں لگا کہ میں سب کو سچ بتا دوں گا؟؟؟؟؟"

اب کے اس نے سر اٹھا کر اسے بغور دیکھا تھا۔

"تم نے سب کو سچ کیوں نہیں بتایا دانیال مرتضیٰ؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"تمہیں اپنی عزت پیاری نہیں تھی، تمہیں کچھ اور عزیز تھا۔ مجھے بھی عزت سے زیادہ کچھ اور چاہیے تھا"

"تو وہ پالیا جو تم نے چاہا تھا؟؟؟؟؟"

وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"لگتا ہے تم نے وہ پالیا ہے جو تمہیں عزیز ہے"

وہ ہولے سے بولی تھی۔

وہ گھسٹتا ہوا بیڈ تک پہنچا تھا اور سہارا لیکر کھڑا ہونے کی کوشش کی تھی۔ فرش پہ دور تک خون کے چھینٹے اور نشان تھے۔ وہ لڑکھڑاتے قدموں سے چلتا ہوا آئینے کے سامنے جا رکا تھا۔

سامنے اسکا عکس تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

مرسل خواجہ۔۔۔۔۔

ناک کی ہڈی بری حالت میں تھی۔اوپری ہونٹ پھٹ چکا تھا۔دور تک خون بہہ کر جم چکا تھا۔سارے چہرے پہ سوجن تھی۔تکلیف کی شدت سے وہ جبڑہ تک نہیں ہلا پا رہا تھا۔

"تم نے اچھا کیا کیا دانیال مرتضیٰ۔تم مے میرے اندر کے درندے کو جگا دیا۔یہ جنگ تمہاری نہیں تھی،تم بلاوجہ اس میں کود پڑے ہو۔اب نقصان تو ہوگا ناں"

اس نے جھک کر وہ دراز کھولی تھی۔اس میں اوپر ہی وہ سیاہ ریوالور پڑا ہوا نظر آرہا تھا۔

وفاؤں کی ہم سے

توقع نہیں ہے

مگر ایک بار

آزما کر تو دیکھو

زمانے کو اپنا

بنا کر تو دیکھا

ہمیں بھی تم اپنا

بنا کر تو دیکھو۔۔۔۔۔۔۔!!!!!

مرسل خواجہ نے بے یقینی سے اسے دیکھا تھا اور پھر اس سے کچھ قدم دور کھڑی لیلیٰ کو۔وہ نظریں جھکا گئی تھی۔اس نے جھک کر وہ لفافہ اٹھایا اور اس میں سے وہ کاغذات نکالے۔

وہ نکاح نامہ تھا۔

وہ واقعی میں سچ کہہ رہا تھا۔

اس نے نظریں اٹھا کر دانیال کو دیکھا۔وہ خون آشام نظروں سے اسے ہی دیکھ رہا تھا۔وہ ہولے سے ہنسا اور پھر ہنستا چلا گیا تھا۔دیر تک۔۔۔۔۔

دانیال نے اسے ناگواری سے دیکھا تھا۔

"پاگل ہوگئے ہو؟؟؟؟ہوش میں تو ہو؟؟؟سمجھ میں آیا ہے کہ میں کیا کہہ رہا ہوں؟؟؟؟"

وہ ہنستا رہا تھا۔اسکی آنکھیں پانی سے بھرنے لگی تھیں۔

"اوہ۔۔۔۔۔سوری۔۔۔۔۔ہاہاہا۔۔۔۔۔مجھے تو۔۔۔۔۔"

اس نے آنکھیں رگڑیں، بمشکل ہنسی روکی اور اسے دیکھا تھا۔

"قسمت کا چھپڑ پھاڑ کے دینا سنا ہے کبھی تم نے؟؟؟"

دانیال اسکی بات کا مطلب سمجھ نہیں پایا تھا۔

"ایک بدنام زمانہ ڈانسر تو اپنی عزت پہ روپیٹ کے چپ ہو جاتی، اسکی ایک آدھ ویڈیو لیک بھی ہو جاتی تو شائد اسے فرق نا پڑتا لیکن ایک مشہور، ارب پتی معزز انسان کی بیوی کی ویڈیو کا لیک ہونا۔۔۔۔۔۔۔چہ چہ چہ۔۔۔۔۔۔۔۔"

دانیال کی کنپٹیوں پر رگیں تن گئی تھیں۔

"میں نے تو تمہیں بہت غلط آنکا لیلی ڈارلنگ۔تم تو سونے کی مرغی نکلیں۔۔۔۔۔۔"

"وہ ہمارے لیئے کسی سونے کے انڈے دینے والی مرغی کی طرح ہے مرسل"

اس دن صفوان نے اس سے کہا تھا۔

"دانیال مرتضیٰ جب تک اس پہ لٹو ہے، تب تک ہی یہ فلم ہے۔اسکا ہاتھ لیلیٰ کے سر سے اٹھ گیا تو یہ فلم کھٹائی میں پڑ جائے گی۔"

وہ رسان سے کہہ رہا تھا

"اسے دانیال سے متنفر مت کرو۔اسکے ساتھ وقت گزارو، اٹھو بیٹھو، بیڈروم میں جو مرضی کرو مجھے پرواہ نہیں لیکن اسے دانیال کی پرواہ ہونی چاہیئے۔وہ آنکھیں بند کر کے خرچ رہا ہے۔اسکی آنکھیں کھلنی نہیں چاہیئے ہیں"

اس نے سمجھنے کے سے انداز میں سر ہلا دیا تھا۔

سمجھ تو وہ اسی دن گیا تھا جب کسی بات پہ اس نے دانیال کو کان پکڑے اسے سوری کرتے دیکھا تھا۔وہ امیر زادہ، وہ ارب پتی بزنس مین اس لڑکی کے ہاتھوں کٹھ پتلی بن چکا تھا۔

وہ ان سب کے ہاتھوں بھی کٹھ پتلی بنا رہے گا، یہ ان سب کا بس وہم تھا۔وہ محبت میں بیوقوف تھا، دنیاداری میں وہ ان سب کا باپ تھا۔

انعم احسان اس فلم کی سیکنڈ لیڈ ہیروئن تھی۔

اسکا رول لیلٰی کے مقابلے میں چھوٹا اور اتنا متاثر کن نہیں تھا لیکن پھر بھی وہ ایک اہم حصہ تھی۔ وہ اس سے پہلے کئی مشہور ڈرامے اور دو فلمیں بھی کر چکی تھی۔ خوش شکل، خوش مزاج اور ڈیسنٹ سی وہ لڑکی ہر کسی کا دل جیت لیا کرتا تھی۔

اس دن دانیال مرتضیٰ جب سیٹ پہ پہنچا تو لیلٰی کا شوٹ چل رہا تھا۔ وہ وہیں انتظار میں بیٹھ گیا جب اسے کمپنی دینے کو انعم وہاں آبیٹھی تھی۔

یونہی معمول کی باتیں۔۔۔۔ چھوٹی چھوٹی باتیں۔۔۔۔ ہنسی۔۔۔۔ مذاق۔۔۔۔ چائے۔۔۔۔

اسے اپنا سین کرنا دوبھر ہو گیا تھا۔ وہ کئی بار لائنز بھولی تھی۔ دھیان بھٹک بھٹک کر ان دونوں کے پاس ہی منڈلا تا رہا تھا۔ وہ جو دلچسپی سے اسکی سن رہا تھا اور وہ جو کھلکھلاتی ہوئی جانے کیا کیا قصے چھیڑے ہوئے تھی۔

"لیلٰی دھیان کہاں ہے؟؟؟؟"

صفوان نے دو بار ٹوکا اور تیسری بات ڈانٹ دیا تھا۔

"مجھے بریک چاہئیے"

وہ ڈریسنگ روم میں آگئی۔ کھڑکی سے وہ دونوں صاف نظر آرہے تھے۔ وہیں کھڑے کھڑے اس نے اپنا موازنہ اس لڑکی سے کیا تھا۔

وہ یقیناً اس سے زیادہ خوبصورت تھی۔ اس سے زیادہ اچھے گھرانے سے، انڈسٹری میں اس سے اوپر، اچھا خاندان۔ وہ اس سے کئی درجے نیچے تھی۔ اس نے اپنا موازنہ وہاں موجود ہر لڑکی سے کیا تھا۔ اس لمحے اس نے جانا کہ وہ ہے کیا۔۔۔۔

اسکا کوئی خاندان نہیں تھا۔ کچھ آگا پیچھا بھی نہیں تھا۔ شکل صورت بھی کوئی حور پریوں جیسی نہیں تھی۔ وہ اگر وہاں تھی، وہ اگر کچھ تھی تو اس شخص کی بدولت تھی۔ وہ اس شخص کی بے پناہ محبت کا صدقہ تھا جو وہ کھا رہی تھی۔ وہ شخص نا ہوتا تو وہ کہاں ہوتی ؟؟؟؟؟؟؟؟

اسے پتہ تھا وہ کہاں ہوتی۔۔۔۔۔۔

"مجھے تم سے شادی کرنی ہے"

دانیال کے پیر بریک پہ جاپڑے تھے۔گاڑی عین سڑک کے بیچوں بیچ رک گئی تھی۔

اس نے بے یقینی سے گردن موڑ کے اسے دیکھا تھا۔وہ اسے ہی دیکھ رہی تھی۔

گاڑی کے پیچھے سڑک پہ ٹریفک رک چکی تھی۔گاڑیوں والے شور مچا رہے تھے۔

"کیا کہا تم نے؟؟؟؟؟؟؟"

"تم نے سن لیا ہے"

اس نے نفی میں سر ہلا دیا

"یہ کوئی مذاق ہے؟؟؟؟؟؟"

لیلی نے برا سا منہ بنایا تھا۔

"مجھے ابھی بھی یقین نہیں آرہا"

وہ کانسٹیبل اسکی طرف ہی آرہا تھا۔وہ چالان اسکی زندگی کا پہلا چالان تھا اور ایسے چالان

وہ ہر لمحہ کٹوا سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ کورٹ سے اسکے ساتھ باہر نکلی تو اسے ادراک ہوا کہ وہ کیا کر چکی تھی۔اس ایک لمحے میں خود کو کمزور جان کر مضبوط ہونے کی سعی میں وہ اس شخص کا طوق ہمیشہ کے لیئے اپنے گلے میں ڈال چکی تھی۔

وہ جو اسکا ہاتھ تھامے، مسکراتا ہوا،خوشی میں سرشار کورٹ سے نکلا تھا۔

"تم نے اسے جتوادیا۔وہ تمہیں جیت گیا لیلٰی۔یہ تم نے کیا کر ڈالا۔"

وہ نجانے کیا کیا کہہ رہا تھا۔وہ کچھ بھی سن نہیں پارہی تھی۔وہ اپنے دل کی سن رہی تھی جو خوش نہیں تھا۔وہ ابھی اسکا نہیں ہونا چاہتا تھا۔

"میں چاہتی ہوں ابھی تم اس نکاح کو راز ہی رکھو۔"

اس نے گاڑی میں بیٹھتے ہی اس سے کہا تھا۔

" صحیح وقت آنے تک۔۔۔یا کم از کم جب تک میں کہوں تب تک۔۔۔۔۔"

وہ زرا کی زرا چپ رہ گیا تھا۔ایک لمحے کو اسکی مسکراہٹ بھی سمٹی تھی۔اس نے وہ لفافہ وہیں ڈیش بورڈ پہ ڈال دیا تھا۔

"یہ صحیح وقت نہیں ہے؟؟؟؟"

اس نے نفی میں سر ہلایا تھا

"میں نہیں چاہتی کہ لوگ مجھے یہ کہیں کہ میں نے تمہیں استعمال کیا ہے۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا پھر ہولے سے اثبات میں سر ہلا دیا

"مجھے منظور ہے"

وہ لمبی سانس بھر کر رہ گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

دانیال نے اسکی ناک پہ پوری قوت سے مکا مارا تھا۔وہ لڑکھڑا کے کئی قدم پیچھے ہٹا تھا۔وہ غصے میں آگے بڑھا اور جنونی انداز سے اسکے منہ پہ مکے برساتا چلا گیا تھا۔مرسل کی ناک سے خون کا فوارا ابھر نکلا تھا۔لمحوں میں اسکی شرٹ اور ہاتھ خون سے لال ہوتے چلے گئے تھے۔

"مجھے کمزور مت سمجھنا۔مجھے بیوقوف مت سمجھنا۔یہ مت سمجھنا کہ میرے ہاتھ بندھے ہوئے ہیں۔پچھلی بار جیل گیا تھا تو اپنی مرضی سے،وہاں رہا تو اپنی مرضی سے،

باہر آیا تو اپنی مرضی سے۔۔۔۔تمہارا قتل بھی سارے شہر کے سامنے کر دوں، تب بھی کوئی مجھے ہاتھ نہیں لگا سکے گا، مجھے مجرم نہیں کہہ سکے گا"

اس نے نفرت سے اسے فرش پہ پٹخ دیا تھا۔وہ فرش پہ پڑا ہانپ رہا تھا۔

"میرے اندر کا درندہ محبت نے مار دیا ہے تو اسے مردہ ہی رہنے دو۔اس نے اب کے زندگی کی انگڑائی بھر لی تو تم جیسوں کو قبر میں ہی پناہ ملے گی۔یاد رکھنا"

دانیال نے نفرت سے کہہ کر اسے ٹھڈا رسید کیا تھا۔

"یہ لڑکی دانیال مرتضیٰ کی بیوی ہے۔اسکی طرف کسی نے میلی نظر بھی اٹھائی اور وہ پھر وہ اندھا نہ ہوا تو سمجھنا قیامت آ چکی ہے"

وہ چبا چبا کر ایک ایک لفظ ادا کرتا واپسی کے لیئے پلٹا تھا۔وہ دم بخود سی کھڑی فرش پہ دور تک بہتے خون کو دیکھ رہی تھی۔

دانیال مرتضیٰ کا یہ روپ اس نے زندگی میں پہلی بار نہیں دیکھا تھا۔

دانیال نے وہ سارے کاغذات اسکے سامنے کیئے تھے۔

"یہ سب کیا ہے؟؟؟؟"

لیلٰی نے نا سمجھنے کے سے انداز میں وہ سب دیکھا تھا۔

"صفوان گھپلے کر رہا ہے۔اور چھوٹے موٹے نہیں کروڑوں کے گھپلے۔بجٹ کے نام پہ وہ ہر دوسرے دن پیسے اینٹھ رہا ہے اور وہ سب اسکے اپنے اکاؤنٹ میں جا رہا ہے"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی۔

"اسے لگتا ہے وہ مجھے کھا تا رہے گا اور مجھے کچھ پتہ نہیں چلے گا۔اسے شائدا بھی پتہ نہیں ہے میرا"

لیلٰی نے پریشانی سے وہ سب دیکھا

"تو اب فلم کا کیا ہوگا؟؟؟"

"بھاڑ میں گئی فلم"

وہ دھک سے رہ گئی تھی۔

"دانیال؟؟؟؟تم ایسا کیسے کہہ سکتے ہو؟؟؟؟"

وہ بے یقینی سے کہہ رہی تھی۔

"تمہیں پتہ ہے یہ مجھے کتنی عزیز ہے۔یہ فلم میرے خوابوں کی تعبیر ہے۔تم یوں ایک دم سب کیسے ختم کر سکتے ہو؟؟؟؟؟"

دانیال نے نرمی سے اسکا ہاتھ تھاما تھا

"وہ دھوکے باز ہے لیلٰی۔وہ تمہیں یا اس سب کو ڈیزرو نہیں کرتا۔وہ یہ فلم ڈیزرو نہیں کرتا"

"اور میں؟؟؟؟میں کیا ڈیزرو کرتی ہوں؟؟؟؟"

وہ اسے تند نظروں سے دیکھ رہی تھی۔

"میری محنت کا کیا؟؟؟؟وہ تمہیں دھوکہ دے رہا ہے تو اسکی سزا سب بھگتیں گے؟؟؟؟"

"تو کیا کروں؟؟؟؟"

وہ یکدم زور سے بولا تھا۔

"اسے اسکی کرنے دوں؟؟؟؟وہ جو جی میں آئے کرے؟؟؟؟اس پہ لوٹا دوں وہ سب

جو میری کمائی ہے؟؟؟"

وہ زرار کا تھا۔

"تم جانتی ہو وہ اور مرسل تمہارے بارے میں کیا کیا باتیں کرتے ہیں؟؟؟؟وہ تمہیں اور مجھے لیکر کیا کیا باتیں کرتے ہیں؟؟؟ تمہیں کیا لگتا ہے میں نے آنکھوں کے ساتھ کان بھی بند کر رکھے ہیں؟؟؟؟؟ نہیں لیلیٰ۔۔۔۔تمہیں سو خون معاف ہیں لیکن اسکا مطلب یہ نہیں کہ ساری دنیا کو مجھ پہ وار کرنے کی اجازت ہے۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔

اس نے صفوان پہ جعل سازی کا مقدمہ کروادیا تھا۔وہ جیل میں تھا۔اسکے اثاثے ضبط ہو چکے تھے۔فلم کے نام پہ اب تک وہ بارہ کروڑ کا گھپلا کر چکا تھا۔

فلم کا کام بند ہو چکا تھا۔سیٹ اجڑ چکا تھا۔اور وہ واپس زمین پہ آچکی تھی۔ابھی چند دنوں پہلے تک وہ کتنی پر جوش تھی کہ جلد بڑی سکرین پہ جلوہ گر ہونے والی تھی اور اب یکدم وہ کہیں کی بھی نہیں رہی تھی۔وہ جس سیڑھی پہ چڑھتی آسمان کی طرف جا رہی تھی،

وہ کاٹ دی گئی تھی۔

"تم فکر مند مت ہو۔اور بہت اچھے ڈائریکٹر ہیں۔میں بات کروں گا۔میں جلد تمہارے لیئے ایک اچھی فلم بنواؤں گا۔تم۔۔۔۔۔"

"تم دفع ہو جاؤ دانیال اور کبھی دوبارہ اپنی شکل مت دکھانا۔مجھے تمہاری یا تمہاری فلم کی ضرورت نہیں ہے۔"

اب کی بار وہ ناراض نہیں ہوئی تھی۔وہ اس پہ غصہ تھی۔اور غصہ ناراضگی سے کہیں زیادہ خطرناک ہوتا ہے۔۔۔۔۔۔

وہ کئی دن تک آفس نہیں گئی تھی۔اسکی کوئی کال نہیں سنی تھی۔وہ کئی بار گھر تک آیا تھا لیکن اس نے دروازہ ہی نہیں کھولا تھا۔اسے وہ شخص زہر سے بھی زیادہ برا لگ رہا تھا۔

ایک پل میں وہ اسکے خوابوں کو چکنا چور کر چکا تھا۔

"بھاڑ میں جاؤ تم دانیال مرتضیٰ۔لعنت ہے تم۔تم وہی ہو،وہی عام سے مرد جو کسی سے دشمنی میں اپنی عورت تک داؤ پہ لگا دیتا ہے۔تم نے بھی وہی کیا ہے۔تم بھی وہی

ہو۔وہی ایک عام مرد۔۔۔۔۔"

دانیال سے اسکی بے رخی بہت سارے لوگوں کی نظروں نے بھانپ لی تھی۔ان میں سے ایک سلطان تھا۔

"بڑا برا کیا دانیال نے آپ کے ساتھ۔ایسے کوئی کرتا ہے بھلا۔اچھی خاصی آپ ہیروئن بننے والی تھیں۔چہ چہ۔۔۔۔۔بڑا افسوس ہوا مجھے سن کر"

وہ بزنس مین تھا۔دانیال جتنا اسکا قد تھا اور ناہی پہنچ لیکن وہ اسکی کمزوری بھانپ گیا تھا۔

وہ جان گیا تھا کہ اس شخص کو منہ کے بل کیسے گرانا ہے۔وہ گھاگ آدمی تھا۔

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"لیکن اسکا تو کوئی نقصان نہیں ہوا۔وہ تو وہیں کا وہیں ہے۔روپیہ پیسہ،گھر بار،آگے پیچھے نوکر چاکر۔اسکا کچھ نہیں بگڑا۔"

وہ زرا رکا تھا۔

"کچھ ایسا کریں کہ اسے بھی تو تکلیف ہو۔اسے بھی فرق پڑے لیلیٰ جی۔کچھ ایسا کہ اسے پتہ تو چلے کہ اس نے اچھا نہیں کیا۔۔۔۔۔"

وہ سوچ میں پڑ گئی تھی۔

وہ گاڑی میں اسکے برابر والی سیٹ پہ بیٹھی تھی۔خاموش سی، سر جھکائے ہوئے۔۔۔وہ خون سے آلودہ ہاتھوں کو بے بسی سے مسلتا جا رہا تھا۔

"ایک بات بتاؤ گی؟؟؟؟؟"

وہ ہولے سے بولا تھا۔لیلٰی نے سر نہیں اٹھایا تھا۔وہ کچھ بھی نہیں بولی تھی۔

"تمہیں اس دن مجھ پہ ترس نہیں آیا تھا؟؟؟؟؟؟؟"

دانیال نے گردن موڑ کر اسے دیکھا تھا۔وہ تو اسے دیکھ بھی نہیں رہی تھی۔ایک آنسو اسکی پلکوں کی باڑ پار کر کے اسکے گال پہ بہہ نکلا تھا۔

جو الفت میں ہر اک

ستم ہے گوارا

یہ سب کچھ ہے پاسِ وفا

تم سے ورنہ

ستاتے ہو دن رات

جس طرح مجھ کو

کسی غیر کو

یوں ستا کر تو دیکھو۔۔۔۔۔۔۔!!!!

وہ بہت دنوں بعد اسکے آفس میں آئی تھی۔وہ اسے دیکھ کر یوں کھل اٹھا تھا جیسے کوئی بچہ اپنی من پسند شے دیکھ کر خوش ہو جاتا ہے۔اس نے خود سے ایک لفظ بھی نہیں کہا تھا۔ وہی نجانے کیا کیا کہتا رہا تھا۔وہ خاموشی سے، سر جھکائے اپنے ڈیسک پہ بیٹھی کام کرتی رہی۔وہ باتیں کرتا رہا۔وہ فائلیں الٹ پلٹ کرتی رہی۔سب نے دیکھا تھا کہ وہ باتیں کر رہا تھا اور وہ اگنور کر رہی تھی۔وہ سب کو یہی تو دکھانا چاہتی تھی۔وہ یہی تو چاہتی تھی کہ سب گواہ رہیں کہ دانیال مرتضیٰ اسکی طرف بڑھا تھا، وہ نہیں۔وہ اسکے لئیے ہمکتا تھا، وہ اسے بھاؤ تک نہیں دیتی تھی۔وہ یہی باور کروانے تو آئی تھی۔

اسکے آفس میں جانے سے پہلے بھی اس نے باآواز بلند سب کو سنا کر کہا تھا۔

"جی سر میں آتی ہوں فائلز لیکر۔۔۔۔۔"

سب نے یہی دیکھا کہ دانیال نے اسے بلایا تھا اسی لیئے وہ اسکے آفس میں گئی تھی۔

کیا ہونیوالا تھا، یہ بس وہی جانتی تھی۔اور وہ سب جانتی تھی کہ اسے کیا کرنا ہے۔اسے اس شخص کو برباد کرنا تھا جس نے اس سے اسکے خواب کی تعبیر چھین لی تھی۔وہ اسے آس دلا کر وہاں تک لایا تھا اور منزل سے ذرا دور اسکا ہاتھ چھوڑ کر اسکی راہ گم کر دی تھی۔

سلطان سمجھا تھا کہ وہ یہ سب اڈ کے کہنے پہ کر رہی تھی۔اسے لگا تھا وہ اس کے دیئے پیسوں کے لالچ میں آگئی تھی۔وہ خوش تھا کہ وہ اسکی باتوں میں پھنس کر دانیال کو بدنام کرنے پہ راضی ہوئی تھی۔وہ بیوقوف یہ نہیں سمجھا تھا کہ اسکے لیئے وہ پرسنل تھا۔

"تم ابھی تک مجھ سے ناراض ہو؟؟؟؟"

وہ اسکے سامنے بیٹھی تھی جب دانیال نے کہا تھا۔

"ہاں۔۔۔۔ہوں ناراض۔تم بتاؤ نہیں ہونا چاہیئے کیا؟؟؟؟"

"لیلٰی میں۔۔۔۔۔۔۔"

"بس"

اس نے اسے چپ کروادیا تھا۔

"میں تمہاری کوئی بات سننا نہیں چاہتی ہوں۔میں یہ سب بہت بار سن چکی ہوں"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"پھر تم کیوں آئی ہو؟؟؟؟؟؟"

وہ آگے کو ہوئی اور اسے بغور دیکھا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"انتقام لینے کے لیئے۔۔۔۔۔۔"

اس نے اچھنبے سے اسے دیکھا تھا۔

"کیسا انتقام؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے جواب میں اپنی قمیض کو کندھے سے پکڑ کے جھٹکا دیا تھا۔باریک کپڑا دور تک پھٹتا چلا گیا تھا۔دانیال شاکڈ رہ گیا تھا۔وہ اپنے بالوں میں لگا کیچر کھول چکی تھی۔

"تم کہتے ہو مجھ ڈے محبت کرتے ہو،اس محبت کے لیئے کیا کیا تم نے؟؟؟چند کروڑ

روپے کے لئیے تم نے مجھ سے میرا خواب چھین لیا؟؟؟؟بس یہ محبت تھی تمہاری دانیال مرتضیٰ؟؟؟؟؟؟"

وہ اسے بے یقینی سے دیکھ رہا تھا۔

"تت۔۔۔۔۔۔۔تم۔۔۔۔۔۔۔"

وہ ڈوپٹہ وہیں فرش پہ پھینک کر باہر کو بھاگی تھی۔

"بچاؤ۔۔۔۔۔میری مدد کرو۔۔۔۔۔۔کوئی ہے۔۔۔۔۔اس شخص نے میری عزت۔۔۔۔۔۔کوئی ہے۔۔۔۔۔۔مدد کرو۔۔۔۔۔۔"

وہ بے یقینی سے وہ سب دیکھتارہ گیا تھا۔

لوگوں کی نظریں۔۔۔۔وہ تجسس۔۔۔۔چہ مگوئیاں۔۔۔۔۔وہ نفرت بھرے جملے۔۔۔۔پولیس کے دوڑتے قدموں کی چاپ۔۔۔۔۔ہتھکڑی۔۔۔۔۔اور

وہ۔۔۔۔۔۔

وہ دو آنکھیں۔۔۔۔۔

اسے دیکھتی ہوئیں۔۔۔۔

دور تک۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

"میرے آفس میں کیمرہ تھا۔آفس سے باہر جگہ جگہ کیمرے ہیں۔وہ سب آن تھے۔اس سب کی ریکارڈنگ تھی لیلی۔"

وہ اسے ہی دیکھ رہا تھا۔

"یہ نکاح نامہ۔۔۔گواہ۔۔۔۔یہ سب میرے پاس تھا۔تمہیں ڈر نہیں لگا کہ تم جھوٹی پڑ جاؤ گی؟؟؟؟؟؟؟"

وہ ویسے ہی سر جھکائے ہوئے تھی۔

"بتاؤ؟؟؟؟تمہیں ایک لمحے کو بھی نہیں لگا کہ میں سب کو سچ بتادوں گا؟؟؟؟؟"

اب کے اس نے سر اٹھا کر اسے بغور دیکھا تھا۔

"تم نے سب کو سچ کیوں نہیں بتایا دانیال مرتضیٰ؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا تھا۔

"تمہیں اپنی عزت پیاری نہیں تھی، تمہیں کچھ اور عزیز تھا۔مجھے بھی عزت سے زیادہ کچھ اور چاہیے تھا"

"تو وہ پالیا جو تم نے چاہا تھا؟؟؟؟؟"

وہ اسے بغور دیکھ رہا تھا۔

"لگتا ہے تم نے وہ پالیا ہے جو تمہیں عزیز ہے"

وہ ہولے سے بولی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

وہ گھسٹتا ہوا بیڈ تک پہنچا تھا اور سہارا لیکر کھڑا ہونے کی کوشش کی تھی۔فرش پہ دور تک خون کے چھینٹے اور نشان تھے۔وہ لڑکھڑاتے قدموں سے چلتا ہوا آئینے کے سامنے جا رکا تھا۔

سامنے اسکا عکس تھا۔

مرسل خواجہ۔۔۔۔۔

ناک کی ہڈی بری حالت میں تھی۔اوپری ہونٹ پھٹ چکا تھا۔دور تک خون بہہ کر جم

چکا تھا۔ سارے چہرے پہ سوجن تھی۔ تکلیف کی شدت سے وہ جبڑہ تک نہیں ہلا پا رہا تھا۔

"تم نے اچھا کیا کیا دانیال مرتضیٰ۔ تم مے میرے اندر کے درندے کو جگا دیا۔ یہ جنگ تمہاری نہیں تھی، تم بلاوجہ اس میں کود پڑے ہو۔ اب نقصان تو ہو گا ناں"

اس نے جھک کر وہ دراز کھولی تھی۔ اس میں اوپر ہی وہ سیاہ ریوالور پڑا ہوا نظر آ رہا تھا۔

خدا کے لئیے چھوڑ دو

اب یہ پردہ

کہ ہیں آج ہم تم

نہیں غیر کوئی

شبِ وصل بھی ہے

حجاب اس قدر کیوں

زرا رخ سے

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

آنچل ہٹا کر تو دیکھو۔۔۔۔۔۔۔!!!!!!

"ایک بات کہوں تم سے؟؟؟؟"

اس نے نرمی سے کہا تھا۔لیلٰی نے ہولے سے سر ہلایا

"میں نے آج تک تمہاری ہر بات مانی ہے ناں۔جو جو تم نے کہا، جیسے جیسے کہا، میں نے سنا ہے ناں؟؟؟؟ کیا ہے ناں؟؟؟؟؟؟"

ناچاہتے ہوئے بھی اس نے اثبات میں سر ہلا دیا تھا

"اب تم سے کچھ مانگوں تو تم دو گی؟؟؟؟؟ کچھ کہوں تو سنو گی؟؟؟؟ کچھ کہوں تو مانوں گی؟؟؟؟؟"

"کیا؟؟؟؟"

دانیال نے ہولے سے اسکا ہاتھ تھاما تھا

"میرے ساتھ چلو۔میرے گھر۔میری دنیا میں۔میرے ساتھ رہو۔میرے پاس رہو۔ایک نئی شروعات کرتے ہیں"

وہ اسے دیکھتی رہ گئی تھی۔

"ہر شے بھلا کر، ہر بات کو نظر انداز کر کے، ہر ہر چیز فراموش کر کے، بس میں اور تم۔۔۔۔۔؟؟؟؟؟؟؟"

"ایسے سب ٹھیک ہو جائے گا؟؟؟؟؟؟؟"

اس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔

"مجھ پہ بھروسہ ہے ناں؟؟؟؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

"یہ بہت زیادہ ہو گیا ہے دانیال۔ یہ زیادہ ہو گیا ہے"

احسان نے اس سے کہا تھا۔ وہ اسکا ہاتھ پکڑے وہیں رک گیا تھا۔

"تو آپ کیا چاہتے ہیں؟؟؟؟؟"

"میں بس یہ چاہتا ہوں کہ یہ پاگل پن ختم ہو جائے۔ یہ دیوانگی، یہ بیوقوفی بھری دیوانگی۔۔۔۔۔"

ممی بھی وہیں تھیں۔ وہیں خاموش ڈیڈ بھی بیٹھے تھے۔

"یہ وہی لڑکی ہے ناں جس نے ے م پہ ریپ کا الزام لگایا تھا۔ زرا سوچو تو سہی

دانیال۔ ریپ۔۔۔۔۔۔۔۔ تمہاری مردانگی کو کچھ بھی نہیں ہوتا؟؟؟؟؟؟؟؟؟؟"

وہ اسے دیکھتے بولتے چلے گ ےئ تھے۔

"میں اسکا قتل کر دوں تو پھر مرد ثابت ہوں گا؟؟؟؟"

وہ فوراً بولا تھا۔

"مجھے میری ماں اور باپ سے بات کرنی ہے۔ وہ کہیں گے تو میں اسے اس گھر میں

نہیں لیکر آؤں گا"

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے ماں کی طرف دیکھا تھا۔

"جو آپ کہیں گی می۔۔۔۔۔ جیسا آپ کہیں گی۔۔۔۔"

وہ اسے ہی دیکھنے لگی تھیں۔ بہت دیر تک اسے دیکھا تھا اور پھر اس سے کچھ دور کھڑی

لیلیٰ کو۔

"اس سے محبت مجھ سے پوچھ کر کی تھی؟؟؟ اسے جاب دی تو مجھ سے پوچھا تھا؟؟؟؟

اس سے شادی کی تو مجھ سے پوچھا تھا؟؟؟؟ تب نہیں پوچھا تھا تو اب بھی اجازتیں مت

ما نگو"

انہوں نے رسان سے کہا تھا۔

"یہ تمہارا ابھی گھر ہے۔جو مرضی کرو۔جیسے مرضی رہو۔ہم کون ہوتے ہیں اعتراض کرنے والے"

وہ ایک نئی زندگی کی شروعات تھی تو اس نے بھی اپنا حصہ ڈال دیا تھا۔

دانیال کے خلاف وہ جھوٹا کیس اس نے واپس لے لیا تھا۔پریس کانفرنس کرکے اس سارے معاملے کی وضاحت بھی کی تھی اور دانیال مرتضیٰ سے معافی بھی مانگ لی تھی۔

سلطان لال پیلا ہو گیا تھا۔اسے فون کیا اور گالیاں دیتا رہا تھا۔اس نے سب خاموشی سے سنا تھا اور پھر فون رکھ دیا تھا۔اسکے دیئے پیسے خود اسکے منہ پہ مار کے آئی تھی۔

"تم سب کہتے ہو ناں کہ وہ سب سے اچھا ہے،اب کہو میں بھی اچھی ہوں۔دیکھو میں بھی اسکے لیئے یہ سب کر رہی ہوں"

"تم بھی اچھی ہو"

مینا نے کہا تھا۔

ڈیڈ اسکے ولیمے کی تیاریاں کر رہے تھے۔

ہر شے بھلا کر وہ سب دلجمعی سے اسکی خوشیوں کا مان رکھے، اسکی محبت کو معتبر جان کر اسکے لئیے وہ سب سامان کرنے میں لگے ہوئے تھے۔بھابھی تو پریگننسی کی وجہ سے زیادہ باہر نہیں جاتی تھیں، ممی ہی اسے لئیے شاپنگ کرواتی پھری تھیں۔اسکی پسند کے کپڑے، جوتے، زیور۔وہ جو چیز کہہ دے، وہ جس شے پہ ہاتھ رکھ دے۔

"کسی چیز کی کمی نہیں رہنی چاہئیے۔میرے دانیال کی خوشی ہے آخر مذاق تھوڑی ہے۔"

ڈیڈ ایک ایک چیز خود دیکھ رہے تھے۔ساری ارینجمنٹس، کھانا، ڈیکور، ہر چیز۔۔۔۔

وہ اسکے بیڈروم میں تھی۔اسکے بیڈ پہ اور وہ۔۔۔۔۔

"تم آرام سے سو جاؤ۔ میں یہاں صوفے پہ سو جاؤں گا"

دانیال نے اس سے کہا تھا۔

"میں دوسرے کمرے میں سو جاتا لیکن پھر ممی ڈیڈی سوال کریں گے یو نو۔۔۔میں اب کچھ خراب نہیں کرنا چاہتا۔۔۔۔"

وہ فریش ہونے چلی گئی تھی۔ واپس لوٹی تو وہ صوفے پہ لیٹا سو چکا تھا۔ وہ بہت دیر تک کھڑی اسے دیکھتی رہی تھی۔

وہ شخص کیا چیز تھا،

وہ اکثر سمجھ نہیں پاتی تھی۔ وہ اسکی سمجھ میں آتا ہی نہیں تھا۔

اب بھی صوفے پہ آڑھا ترچھا لیٹا، وہ پر سکون نیند سو رہا تھا اور وہ خاموش کھڑی اسے دیکھ رہی تھی۔

وہ اسے چاہتا تھا، یہ سارا شہر جانتا تھا۔ لیکن پھر وہ اسے چاہتا کیوں نہیں تھا؟ وہ چاہتا تو ایک چٹکی بجاتا اور اسے پالیتا، پھر وہ پاتا کیوں نہیں تھا؟ وہ چٹکی بجاتا ہی نہیں تھا۔۔۔۔

وہ اندر کہیں یہ چاہتی تھی کہ وہ چٹکی بجائے۔۔۔ وہ اس پہ قابو پالے۔۔۔۔ وہ اسکی

دسترس میں نا ہو اور وہ غالب آتا جائے۔۔۔وہ اسے بے بس کر دے اور اس پہ قابو پالے۔۔۔تاکہ پھر وہ اسکے منہ پہ اسکا کردار مار کے کہے کہ دیکھا۔۔۔۔۔

"دیکھا دانیال مرتضیٰ تم بھی آدمی کی کھال میں چھپے بھیڑیئے ہی نکلے ہو۔۔۔میں نا کہتی تھی تمہاری محبت تمہارے خواہش کی ایک انگڑائی کی مار ہے۔"

وہ چاہتی تھی کہ اسے ہارتا دیکھے پر۔۔۔۔۔

وہ ہارتا ہی نہیں تھا۔۔۔۔

اس پہ مرتا جاتا تھا، ختم ہوتا جاتا تھا اور پھر سے مرنے کو، ختم ہونے کو جنم لیتا جاتا تھا۔۔۔۔

وہ آج تک اپنی زندگی میں بس آدمیوں سے ملتی آئی تھی۔اب یہ ہوا تھا کہ وہ ایک مرد سے ٹکرا گئی تھی۔

سارا آسمان آتشبازی سے روشن تھا۔

فضا میں شہنائیوں کی گونج تھی۔وصل کے سنگیت۔۔۔ملن کے سنگیت۔۔۔۔۔

وہ سٹیج پہ اسکے پہلو میں بیٹھی ہوئی تھی۔اس خوبصورت مگر قیمتی لباس میں ملبوس۔۔۔۔

اسکے پاس۔۔۔اسکے ساتھ۔۔۔۔۔

وہ خوش تھا۔

وہ سچ میں بہت خوش تھا۔

اور اسکی ساری کیفیات بس یہ ایک لفظ ہی بیان کر سکتا تھا۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

کمرے میں اے سی کی میٹھی سی خنکی بھری ہوئی تھی۔گلابوں کی مہک حواسوں پہ چھائی عجب سرشاری سی بھر رہی تھی۔وہ بیڈ کے وسط میں اپنا لہنگا بکھرائے،سر جھکائے بیٹھی تھی جب وہ اندر داخل ہوا اور چلتا ہوا اسکے سامنے آبیٹھا تھا۔

بہت دیر تک تو وہ بس بیٹھا اسے دیکھتا رہا تھا۔وہ سچ میں وہاں تھی،اسکے سامنے،اسکے پاس،اسکے ساتھ،وہاں۔۔۔۔۔۔یہ یقین کرنے میں اسے بہت دیر لگی تھی۔

"تم ایک فیور دو گی مجھے؟"

اس نے آہستگی سے اپنا ہاتھ آگے کیا تھا۔

"مجھے ایک چٹکی کاٹو تاکہ مجھے یقین آجائے کہ یہ خواب نہیں ہے"

اس نے اپنے حنائی ہاتھ سے اسکی ہتھیلی پہ چٹکی بھری تھی۔

"نہیں۔۔۔۔زرا بھی تکلیف نہیں۔۔۔خیر تم تو قتل بھی کرو گی تو سی بھی نہیں نکلے گی۔۔۔۔۔"

وہ مسکرا دیا تھا۔

شیروانی کی جیب میں ہاتھ ڈال کے اس نے وہ ڈبیہ نکالی تھی اور وہ انگوٹھی۔اسکا ہاتھ ہولے سے تھام کر اس نے وہ اسکی انگلی میں پہنانی چاہی تھی لیکن لیلیٰ نے ہاتھ پیچھے کھینچ لیا تھا۔دانیال نے اچھنبے سے اسے دیکھا تھا۔

"کیا ہوا؟؟؟؟"

"مجھے وہی انگوٹھی چاہیئے۔ویسی ہی جو تم نے اس دن دینا چاہی تھی"

وہ اسے دیکھ کر رہ گیا۔

"چلو۔۔۔۔تمہاری منہ دکھائی مجھ پہ ادھار رہی"

بہت سارے لمحے خاموشی سے سرکتے چلے گئے تھے۔وہ ڈبیہ ہاتھ میں لیئے بیٹھا رہا

تھااور وہ کن انکھیوں سے اسے دیکھتی رہی تھی۔

"تم تھک گئی ہو گی۔تم چینج کر کے آرام کرلو"

وہ واش روم سے نکلی تو وہ روز کی طرح صوفے پہ تکیہ رکھ کر لیٹنے کی تیاریوں میں تھا۔

"دانیال۔۔۔۔۔۔"

اس نے ہولے سے پکارا تھا۔اس نے مڑ کے اسے دیکھا تھا۔

"مجھے تم پہ بھروسہ ہے"

وہ اسکی آنکھوں میں دیکھتی کہہ رہی تھی۔دانیال کا دل اپنی تال سے اتر چکا تھا۔وہ ہولے ہولے چلتی اسکے سامنے اکھڑی ہوئی تھی۔اتنی پاس کہ اسکی دھڑکنیں اس نے اپنے سینے میں محسوس کی تھیں۔دانیال نے اسکے ہاتھوں کو اپنے مضبوط ہاتھوں میں مقید کرلیا تھا۔اسکی قربت کے فسوں میں بہتا وہ اسکے اور پاس چلا آیا تھا۔اپنے لبوں سے اسکی بند آنکھوں کو چھونے کے بعد،اس نے اسکی ناک کی پھننگ پہ اپنے لمس چھوڑے تھے۔اسکی پر حدت سانسیں وہیں کہیں تھیں۔اب کہ وہ انکی کھوج میں ہی نکلا تھا۔

اگلی صبح اسکی آنکھ کھلی تو وہ بستر میں اکیلی تھی۔اس نے کروٹ بدلی۔اسکے پہلو میں اسکی جگہ خالی تھی۔واش روم میں شاور سے پانی کے گرنے کی آوازیں آرہی تھیں۔

لیلٰی نے مندی مندی آنکھوں سے وہ سب دیکھا تھا۔

وہ تکیہ۔۔۔۔وہ چادر۔۔۔۔وہ سلوٹیں۔۔۔۔

اس نے ہاتھ سے دور تک محسوس کیا تھا۔اس شخص کے لمس وہاں دور تک پھیلے ہوئے تھے۔

تبھی واش روم کا دروازہ کھلا تھا اور وہ تولیئے سے بال رگڑتا ہوا باہر نکلا تھا۔اسے جاگا دیکھا تو ہولے سے مسکرایا تھا۔

"میں نے تمہیں ڈسٹرب کیا کیا؟؟؟؟؟"

وہ اٹھ بیٹھی تھی۔

"نہیں۔۔۔۔۔"

"چلو۔۔۔۔فریش ہو جاؤ۔۔۔ساتھ میں ناشتہ کرتے ہیں۔پھر مجھے ایک میٹنگ کے لیئے جانا ہے"

اس نے حیرانی سے دیکھا

"تم تو چھٹی پہ نہیں تھے؟؟؟"

"چھٹی پہ ہی ہوں یار لیکن یہ میٹنگ ضروری ہے۔ تم فکر مت کرو میں دوپہر تک فارغ ہو جاؤں گا۔ پھر لنچ ہم ساتھ میں باہر کریں گے۔"

وہ سر ہلا کر رہ گئی تھی۔

NEW ERA MAGAZINE .com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

ناشتے کے بعد وہ فارغ تھی۔

ممی اپنی دوست سے ملنے چلی گئی تھیں۔ بھابھی اپنے کمرے میں آرام کر رہی تھیں۔ وہ پہلے تو لان میں پھرتی رہی، پھر اندر آ گئی۔ لاؤنج میں صوفے پہ بیٹھی یونہی بے مقصد ٹی وی پہ سرچنگ کرنے لگی۔ تبھی اس چینل پہ وہ ٹھٹھک کر رکی تھی۔

وہ کسی نئی فلم کی اناؤنسمنٹ کے لیئے پریس کانفرنس تھی۔ سٹیج پہ فلم کے پروڈیوسر، ڈائریکٹر، کاسٹ اور دوسرے لوگ موجود تھے۔ سوالوں کے جواب دیتے۔۔۔

جس شے نے اسکی توجہ اپنی طرف کھینچی تھی، وہ انعم احسان تھی۔ کیمرہ اس پہ فوکس تھا

اور وہ ہی بول رہی تھی۔

"اس فلم کے بننے میں سب سے بڑا ہاتھ جس شخص کا ہے وہ یہاں نہیں ہیں۔ دانیال مرتضیٰ۔ میں انکی بہت شکر گزار ہوں کہ ایک پروڈیوسر کے طور پہ انہوں نے مجھے اس فلم کے لیئے منتخب کیا۔۔۔ یقیناً یہ انہوں نے میری پہلی فلم کی ہونیوالی بدمزگی کے ازالے کے لئے کیا لیکن میں پھر بھی انکی شکر گزار ہوں۔ اور اسکے ساتھ ساتھ انہوں نے مجھے اپنی کمپنی کے نیشنل کانٹینٹ کے لیئے مجھے ایمبیسڈر کے طور پہ چُناہا۔ یہ میرے لیئے بہت فخر کی بات ہے۔ شکریہ دانیال مرتضیٰ"

وہ شاکڈ بیٹھی رہ گئی تھی۔

"مجھ سے غلطی ہوئی۔۔۔ میں اسے پہچان نا سکی۔۔۔ وہ وہی تھا جو میں اسے سمجھتی آئی تھی۔۔۔ ایک عام مرد۔۔۔۔ بس۔۔۔۔ رال ٹپکاتا ہوا جانور۔۔۔۔ جو کسی پہ بھی ریجھ جاتا ہے۔۔۔ جو کسی کے لیئے کسی بھی حد تک جاسکتا ہے۔۔۔۔ وہ بھی وہی ہے"

وہ آئینے کے سامنے کھڑی نفرت سے کہہ رہی تھی۔

"دانیال مرتضیٰ مجھ سے غلطی ہو گئی جو تم پہ بھروسہ کر لیا۔ غلطی ہو گئی جو خود کو تمہاری دسترس میں دیدیا۔یہی تم چاہتے تھے ناں۔ہو گیا تو بس۔۔۔۔۔۔"

وہ بولتی جارہی تھی۔

"تم نے مجھے ہرا دیا۔۔۔تم نے مجھے بے مول کر دیا۔۔۔وہ میرا خواب تھا جو تم نے کسی اور کو تعبیر بنا کر سونہ دیا۔۔۔دانیال مرتضیٰ وہ میرے اجالے تھے جنہیں تم نے کسی اور کی ملکیت میں دے دیا۔۔۔تم نے مجھے اندھیر کر دیا۔۔۔مجھے ویران کر دیا۔۔۔۔۔۔"

اسکی آنکھیں سیاہ ہوتی چلی گئی تھیں۔

تبھی اس نے فون اٹھایا تھا۔دانیال کا میسج تھا۔اس نے لنچ کا وقت اور جگہ میسج کی تھی۔

اس نے نفرت سے وہ دیکھا اور وہ دوسرا نمبر ملانے لگی۔

"ہیلو مرسل خواجہ۔۔۔۔۔۔تمہارے لئیے ایک ڈیل ہے۔۔۔۔۔"

وہ سفید لباس میں نک سک سی تیار بہت خوبصورت لگ رہی تھی۔ سلیقے سے بنے بال، شانوں پہ پھیلا دوپٹہ، ہلکی سی ہم رنگ جیولری۔

"تم کیا مجھے مار ڈالنے آئی ہو؟؟؟؟"

وہ اسے دیکھ کر مبہوت رہ گیا تھا۔ وہ مسکرا بھی نہیں سکی تھی۔ سارے وجود پہ ایسی کلفت چھائی ہوئی تھی کہ کچھ بھی کہنے سننے کو جی نہیں چاہ رہا تھا۔ سامنے بیٹھے اس شخص سے اتنی گھن آ رہی تھی کہ اس کے منہ پہ تھوک دینے کو دل کر رہا تھا۔

"کیا بات ہے؟؟؟؟"

وہ اسکے بدلی بھانپ گیا تھا

"بیگم صاحبہ کا موڈ کیوں آف ہے؟؟؟؟"

وہ چپ رہی تھی۔ دانیال نے مسکرا کر اسے دیکھا تھا۔

"چلو پھر تمہارے موڈ کو ٹھیک کرتےء ہیں۔ ایک سرپرائز کے ساتھ "

اس نے کہہ کر وہ فائل لیلٰی کے سامنے کی تھی۔ اس نے بے توجہی سے اسے دیکھا اور دیکھتی رہ گئی۔

"ملک کی تاریخ کی سب سے اہم اور سب سے مہنگی فلم۔ قابل ڈائریکٹر۔ انٹر نیشنل لیول پہ شوٹنگ۔ اور گیس واٹ اسکی لیڈ نگ لیڈی کون ہونے والی ہے؟؟؟؟؟ مسز لیلیٰ دانیال مرتضیٰ"

وہ ڈرامائی انداز میں کہہ رہا تھا اور وہ گم صم سی بیٹھی رہ گئی تھی

"میں دراصل بہت دیر سے اس میں لگا ہوا تھا۔ تمہیں اس لئیے نہیں بتایا کہ تمہیں سرپرائز دینا چاہتا تھا۔ اینڈ سی۔۔۔۔ تم تو پتھر کی ہو گئی ہو"

وہ اسکی حالت سے محظوظ ہو رہا تھا۔ پھر اس نے وہ دوسری فائل اس پہلے والی فائل پہ رکھی تھی۔

"اج سے ہماری کمپنی کا انٹر نیشنل چہرہ تم بنو گی۔ ہمارے سارے انٹر نیشل کانٹینٹ کی مارکیٹنگ کے لئیے تم ہی ایمبیسیڈر رہو گی"

وہ سر جھکائے خاموش بیٹھی تھی۔

دانیال نے وہ تیسری فائل رکھی تھی۔

"یہ ایک پوش علاقے میں گھر ہے۔ گاڑی، نوکر چاکر۔ سب کچھ۔ تمہارے

لئیے۔۔۔۔"

اس پلندے پہ آخری چیز جو اس نے رکھی تھی وہ ڈبیہ تھی۔وہی انگوٹھی۔ہیرے سے سجی۔بیش بہا۔خوبصورت۔

وہ پھوٹ پھوٹ کر رو پڑی تھی۔

اس نے ہمیشہ اس شخص کو غلط آنکا تھا۔وہ اسکی قیمت ہی نہیں جان سکی تھی۔اس نے لوگوں کے ریوڑ میں اسے سب سے کمتر جانا تھا۔وہ ہر ہر موڑ پہ اسے بے مول کرتی آئی تھی۔وہ اسے سمجھی ہی نہیں تھی۔اس نے کبھی اسے سمجھنے کی کوشش ہی نہیں کی تھی۔اپنی ذات کی اونچی دیواروں کے اس پار اس نے اس شخص کی پہاڑوں جیسی شخصیت دیکھی ہی نہیں تھی۔

"کیا ہوا۔۔۔۔۔۔لیلٰی۔۔۔۔۔تم رو رہی ہو؟؟؟؟؟"

وہ پریشانی سے اسے دیکھ رہا تھا۔وہ سر جھکائے بس روتی جا رہی تھی۔

وہ شخص ہمیشہ اسکا آسمان بنتا آیا تھا۔اس نے ہمیشہ اس آسمان سے نکلنے کی خواہش رکھی تھی۔وہ شخص اسکے لیئے ہر شے تیاگنے کو تیار رہتا تھا اور اسے اس شخص کے سوا ہر شے

چاہیئے تھی۔

"کچھ بولو تو۔۔۔کیا ہوا ہے؟؟؟؟؟"

اسکی آواز بتاتی تھی کہ وہ اسے روتا دیکھ کر تکلیف میں تھا۔اسکو دیکھے بنا،اسکی آواز سے وہ اسکے سچے دل کو دیکھ سکتی تھی۔یہ نہیں تھا کہ اسے اس پہ اعتبار نہیں تھا،یہ تھا کہ وہ اس پہ اعتبار کرنا ہی نہیں چاہتی تھی۔وہ اسے اپنا دل کہتا تھا اور وہ اسے دل کا دبھی نہیں مانتی تھی۔

"لیلی؟؟؟؟؟؟"

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

اس نے آنسوؤں سے بھیگا چہرہ اٹھا کر اسے دیکھا تھا

"میں نے بہت پہلے ایک کہانی سنی تھی دانیال۔ایک باشاہ تھا۔ایک دن یونہی بازار میں اسے ایک فقیرنی پسند آگئی۔اسکا دل آگیا اس پہ۔وہ اڈے محل میں لے آیا۔نہلا دھلا،نئے کپڑے،مہنگے زیور،جوتے،آسائشیں،کھانا رہنا،محل۔سب کچھ دیا اسے لیکن وہ خوش نہیں تھی۔ہر رات جب سب سو جاتے تو وہ محل کی راہداریوں میں بنے طاقچوں پہ سکے رکھ دیتی تھی۔اپنا پرانا چولا نکال کر،بال بکھرائے وہ ان راہداریوں سے

گزرتی، "اللہ کے نام پہ دید و بابا" کی صدائیں لگاتی، طاقچوں سے سکے اٹھاتی جاتی۔ کچھ طاقچے وہ خالی بھی رکھتی تاکہ اسے حقارت سے جھٹک کر خالی دامن رہ جانے کا بھی احساس ملے۔۔۔۔۔۔۔"

وہ اسے بغور دیکھتی کہتی جارہی تھی۔

"میں وہی فقیرنی ہوں دانیال۔ مجھے محل اور اسکی آسائشیں راس نہیں ہیں۔ میری سرشت میں ناشکری ہے۔۔۔۔۔"

وہ ناسمجھنے کے سے انداز میں اسے دیکھ رہا تھا۔

"تم یہ سب کیوں کہہ رہی ہو لیلیٰ۔۔۔۔۔ دیکھو سب ٹھیک ہے۔۔۔۔۔"

وہ اسے دیکھ کر رہ گئی تھی۔ تبھی اسکا فون بجا اور وہ میسج آیا تھا۔

"وہ میرے نشانے پہ ہے۔ میں گولی چلانے والا ہوں"

اس نے کرب سے آنکھیں موندلیں۔ پھر بے بسی سے کہا تھا۔

"میں تمہیں ڈیزرو نہیں کرتی دانیال مرتضیٰ"

گولی چلنے کی آواز آئی تھی۔

لمحے کے ہزارویں حصے میں وہ اپنی جگہ سے اٹھی اور سامنے بیٹھے دانیال کے سامنے ڈھال بن گئی تھی۔وہ شاکڈ بیٹھا اسے خود پہ جھکا دیکھتارہ گیا تھا۔

گولی لیلٰی کے سینے میں اتر چکی تھی۔اسکے سفید لباس پہ دور تک سرخ لکیر نمودار ہو چکی تھی۔

ہر طرف بھگدڑ مچ گئی تھی۔

بچے رونے لگے تھے۔ہر طرف افراتفری تھی۔باہر وہ آدمی اس گولی چلانے والے کو جکڑ چکے تھے۔پولیس کے سائرن سنائی دے رہے تھے۔

اندر دانیال ابھی تک دم بخود سا تھا۔اسکے سامنے فرش پہ وہ بے جان وجود پڑا تھا۔اسکے وجود سے بہتا خون دور تک جمع ہو رہا تھا۔اسکی آنکھیں پتھرا چکی تھی۔

اس نے ساری بدن کی ہمت جمع کی تھی اور اٹھ کھڑا ہوا تھا۔لڑکھڑاتے قدموں سے چلتا ہوا وہ واپسی کے لیئے مڑ چکا تھا۔

بنا روئے،

NEW ERA MAGAZINE
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

بنا کچھ کہے،

بنا رکے۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔

ولی نے بے بسی سے اسے دیکھا تھا۔وہ اپنی بات پہ قائم تھا۔

"میں نہیں جاؤں گا۔اس کو آخری بار بھی نہیں دیکھوں گا۔بس۔۔۔۔"

وہ اپنے کمرے میں بستر پہ بیٹھا تھا۔گھٹنوں کے گرد بازو پھیلائے۔خاموش

"وہ فسادی جائے گی بھائی۔ہمیشہ کے لیئے۔تو اسکے لیئے ہمیشہ ترسے گا۔تو اسے پھر کبھی نہیں دیکھ سکے گا۔۔۔۔۔اسے اخری بار دیکھ لے۔۔۔۔۔اسکے لیئے ایک بار رو لے۔۔۔۔۔۔"

اس نے ولی کے ہاتھ جھٹک دیئے تھے۔

"میں کیوں روؤں؟؟؟؟اسکے لیئے کیوں روؤں؟؟؟؟اسے قدر تھی میری؟؟؟؟ اسے فکر تھی میری؟؟؟؟اس نے کیوں کیا ایسا؟؟؟؟؟نشانے پہ میں تھا تو وہ کیوں آئی سامنے؟؟؟؟وہ کیوں مر گئی اور میں زندہ رہ گیا؟؟؟؟"

وہ ہذیانی انداز میں چلا رہا تھا۔

"وہ ستاتی تھی تو ستاتی رہتی۔ میں نے گلہ کیا؟ میں نے کبھی کہا کہ میں اب نہیں سہوں گا؟ اس نے جو جو کیا، میں نے اف بھی کی؟؟؟ میں نے کہا کہ اب اور نہیں؟؟؟؟ میں نے ہار نہیں مانی تو وہ کیوں ہار مان گئی؟؟؟؟ اس نے کیوں کیا ایسا؟؟؟؟ اب کے بار کا زخم اس نے مجھے کیوں نہیں ملنے دیا؟؟؟؟؟؟"

اسکی چیخوں پہ سب وہیں آ چکے تھے۔ ممی سے اسے سنبھالنا مشکل ہو گیا تھا۔ وہ انکی آغوش میں منہ دیئے بلک بلک کر رو دیا تھا۔

"وہ چلی گئی ممی۔۔۔۔۔ میرے حصے کی موت ممی۔۔۔۔۔ وہ کیوں چلی گئی۔۔۔۔۔ وہ تو میرے لئیے تھا ناں۔۔۔۔ وہ کیوں۔۔۔۔۔۔"

گولی چلانے والے نے مرسل کا نام اگل دیا تھا۔ وہ اقرار جرم کر چکا تھا۔ لیلٰی اس میں شامل تھی، اسکی ریکارڈنگ تھی اسکے پاس۔

"جنازہ تیار ہے دانیال۔۔۔ چل اسے وداع کر دے"

اس نے شدت سے نفی میں سر ہلا دیا تھا۔

"اب نہیں۔۔۔اب اور نہیں۔۔۔اسکا یہ آخری ظلم نہیں۔۔۔بس۔۔۔۔۔
اب اور نہیں"

اس نے کسی کی بھی نہیں سنی تھی۔اپنے کمرے میں بند ہو گیا تھا۔

"اس سے ساری زندگی بے تحاشا محبت کی ہے مگر اس لمحے تک جب اس نے میری موت کو اپنے گلے لگالیا۔اس ایک لمحے نے میری ساری محبت کو اسکے لئیے ختم کر دیا۔وہ محبوب ہی کیا جو اپنے محب پہ قربان ہو جائے۔۔۔وہ عاشق ہی کیا جو معشوق کی زندگی جیتا رہے۔۔۔۔۔۔"

NEW ERA MAGAZINE.com
Novels|Afsana|Articles|Books|Poetry|Interviews

شہرِ خموشاں تھا۔

وہ تازہ بنی ہوئی قبر تھی۔

مٹی کی ڈھیری۔۔۔پھولوں سے لدی ہوئی۔۔۔۔۔

فضا اگر بتی کی تیز خوشبو سے بوجھل تھی۔ہوا سے لہراتے درخت بھی خاموش تھے۔
مٹی میں مل چکی پتیوں کی باس بھی پھیکی پڑتی جا رہی تھی۔

اس قبر کے سرہانے رکھے کتبے پہ وہ لفظ کندہ تھے۔

"دانیال کا دل"

❤️ختم شدہ❤️

ہماری ویب میں شائع ہونے والے ناولز کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام محفوظ ہیں۔

ہمیں اپنی ویب نیو ایرا میگزین(New Era Magazine)کیلئے لکھاریوں کی ضرورت ہے۔اگر آپ ہماری ویب پر اپنا ناول،ناولٹ،افسانہ،کالم،آرٹیکل،شاعری،پوسٹ کروانا چاہیں تو اردو میں ٹائپ کر کے مندرجہ ذیل ذرائع کا استعمال کرتے ہوئے ہمیں بھیج سکتے ہیں۔

(Neramag@gmail.com)

انشاءاللہ آپ کی تحریر ایک ہفتے کے اندر اندر ویب پر پوسٹ کر دی جائے گی۔مزید تفصیلات کیلئے اوپر دیئے گئے رابطے کے ذرائع کا استعمال کر سکتے ہیں۔

شکریہ ادارہ: نیو ایرا میگزین